مُعِینُ الفرائِض

مرتبہ

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب اجمیریؒ

سابق شیخ الحدیث و مفتی جامعہ حسینیہ راندیر سورت

ناشر

شعبۂ نشرواشاعت جامعہ حسینیہ راندیر، سورت

معین الفرائض

مرتبہ

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب اجمیریؒ
شیخ الحدیث ومفتی جامعہ حسینیہ راندیر سورت

ناشر
شعبۂ نشرواشاعت جامعہ حسینیہ راندیر، سورت

نام کتاب ------------------------------------- معین الفرائض
مرتب ------------ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب ہزاروی اجمیریؒ
باہتمام ۔ حضرت مولانا محمود شبیر صاحب دامت برکاتہم ، مہتمم جامعہ حسینیہ راندیر، سورت
طباعت (ہفتم) ------------------------------------- ۲۰۱۹ء

مصنف کا سلسلۂ علمی

مفتی محمود حسن اجمیری مولانا معین الدین اجمیری مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی مولانا عبدالحق خیرآبادی مولانا فضل حق خیرآبادی مولانا فضل امام خیرآبادی مولانا عبدالواجد خیرآبادی ملا اعلم سندیلی ملا کمال الدین سہالوی ملا نظام الدین سہالوی استاذ الکل رحمہم اللہ تعالیٰ برحمتہ الواسعہ ۔

PUBLISHER

JAMIAH HUSENIYAH RANDER, SURAT

PIN 395005

PH. (0261) 2763303

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ

تقریظ فقیہ وقت حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ (دارالعلوم دیوبند)

باسمه تعالیٰ

حامدًا ومصلّيًا

پیش نظر کتاب ''معین الفرائض'' مصنفہ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب مدظلہ العالی اجمیری، مدرس اوّل جامعہ حسینیہ راندیر، بتوسط عزیزم مولوی عبدالغفور سلمہٗ سمنوی (بھروچ) نظر نواز ہوئی، عزیز موصوف کے اصرار پر اپنی طرح طرح کی مشغولیتوں کے باوجود جستہ جستہ مقامات سے معتد بہ حصہ بغائر نظر دیکھا، بعض جگہ حسبِ خواہش مفید مشورے بھی دیے، ماشاء اللہ کتاب معین الفرائض اپنے مقصد کے اعتبار سے نہایت کامیاب کتاب ہے، اس لائق ہے کہ سراجی سے پہلے داخل نصاب کی جائے؛ محض اُردو داں حضرات بھی اس کتاب کو کسی واقفِ فن استاذ سے باقاعدہ پڑھ کر فرائض میں مہارت حاصل کر سکتے ہیں، حضراتِ وکلاء کو بھی اس کتاب سے فائدۂ تامہ حاصل ہوسکتا ہے۔

کتاب مذکور نہایت جامع مانع اور محققانہ انداز پر سلیس عبارت میں پیش کی گئی ہے؛ اس لیے اس کی افادیت میں مزید چار چاند لگ رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں اور ہر پڑھنے والے کے لیے بے حد نافع بنائیں اور مصنف علام کے لیے ذخیرۂ آخرت۔

آمين، يارب العالمين، بحرمة سيد الأنبياء والمرسلين وصلى الله تعالى عليه وعليهم أجمعين.

فقط والسلام　　العبد نظام الدین غفرلہٗ　　۱۶/۳/۱۳۹۲ھ

مفتیٔ اعظم حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے تائیدی کلمات (دارالعلوم دیوبند)

حضرت مفتی نظام الدین صاحب مدظلہٗ العالی کی رائے عالی کے ساتھ احقر بھی موافقت کرتا ہے۔

احقر محمود حسن غفرلہٗ　　۱۶/۳/۱۳۹۲ھ

تقریظ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ (صاحب فتاوی رحیمیہ)

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم

امابعد! استاذی المحترم حضرت مولانا مفتی محمود حسن اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ حسینیہ راندیر، سورت، گجرات میں حدیث، فقہ اور دیگر فنون کی کتابوں کے نہایت کامیاب مدرس تھے، بڑے محقق اور فنونات پر کافی گہری نظر اور بصیرت کے حامل تھے۔

حضرت الاستاذؒ نے ہر فن سے متعلق اردو زبان میں مختصر اور نہایت جامع رسالے تصنیف فرمائے ہیں، مثلاً: معین الفرائض، معین العقائد، معین الحکمت، معین المنطق۔ ان میں سے ہر رسالہ اپنے مقصد میں نہایت مفید اور نفع بخش ہے اور اپنے فن میں اتنا جامع اور محققانہ انداز پر سلیس عبارت میں لکھا گیا ہے کہ اگر کوئی ان میں سے کسی رسالہ کو کسی ماہر فن سے پڑھ لے، تو اسے اس فن کی اصطلاحات اور ضروری باتوں سے واقفیت حاصل ہوسکتی ہے؛ ہر فن کی اصطلاحات کی نہایت جامع مانع تعریف کی گئی ہے، اور حل طلب مضامین کو جدول اور نقشوں کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے جس کی وجہ سے اس مضمون کے سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

بہر حال ان میں سے ہر رسالہ اس قابل ہے کہ اسے داخل نصاب کیا جائے اور ہر فن کی اہم کتابوں سے پہلے طلبہ کو یہ رسالے پڑھا دیے جائیں تو انشاء اللہ طلبہ عزیز کو فن کی کتابوں کے سمجھنے میں بہت آسانی ہوگی، وکلاء اور کالجوں اور یونیورسیٹیوں کے دینیات کے طلبہ کے لیے بھی یہ رسالے کارآمد ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کے اس تصنیفی سلسلہ کو قبول فرما کر ان کے لیے ذخیرۂ آخرت وذریعۂ رضاء الٰہی بنائے، ہر پڑھنے والے کے لیے نافع اور مفید بنائے۔

طبع کرنے والوں کی خدمات کو بھی قبول فرمائے۔ آمین بحرمة النبي الأمي صلى الله عليه وعلى اله وأصحابه وسلم تسليما كثيرا كثيرا.

احقر سید عبد الرحیم لاجپوری ثم راندیری، یغفر اللہ لہ ولوالدیہ

۲۴ / ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

باسمہ سبحانہ

نگاہ اولیں

علم فرائض (میراث) کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف العلم ارشاد فرمایا ہے، مگر موجودہ نصابِ تعلیم میں اس عظیم المرتبہ علم کی صرف ایک کتاب ''سراجی'' پڑھائی جاتی ہے جس کی زبان اور طرز بیان سے موجودہ زمانہ کے طلبہ مانوس نہیں، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جماعت میں طلبہ کی ایک بڑی اکثریت تحصیلِ فن سے حقیقۃً محروم رہ جاتی ہے۔

''معین المنطق'' کی اشاعت و مقبولیت کے بعد طلبہ نے باصرار مجبور کیا کہ اسی تحقیق و تسہیل اور اختصار و جامعیت کے ساتھ علم فرائض میں ایک ایسی کتاب لکھئے کہ جدید طرز تعلیم کے مطابق یونیورسٹیوں، کالجوں اور مدارس اسلامیہ کے نصابِ تعلیم میں داخل ہونے کی صلاحیت بھی رکھے اور وکلاء عدالت، مفتیان کرام اور امتحان کی تیاری کرنے والے طلبہ کو بھی بروقت اعانت دے سکے؛ چناں چہ ان ہی امور کو زیر نظر رکھ کر اپنے پچیس سالہ تعلیمی تجربہ سے سہولت کے ساتھ اس فن کو حاصل کرنے کا جو نقشہ ذہن قاصر میں قائم کیا گیا تھا اس کو ''معین الفرائض'' کی صورت میں اپنے عزیز طلبہ کے سامنے پیش کیا اور اپنی بے بضاعتی اور کچھ طباعت کی موجودہ مشکلات کی وجہ سے چند سال تک جامعہ میں محض اس کا مسودہ پڑھاتا رہا، اب بعض احباب کی ہمت افزائی سے اس کو شائع کیا جارہا ہے۔

دعا ہے کہ خداوند کریم اس حقیر تالیف کو میرے لیے بہترین باقیات الصالحات بنائے، اور علماء وطلباء اور تمام اہل علم کے لیے نافع فرمائے۔ آمین

کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ تو ماہر فن اور اربابِ بصیرت ہی کریں گے؛ مگر عام واقفیت کے لیے اتنا عرض ہے کہ کتاب میں مضامین کی تحقیق و تسہیل اختصار و جامعیت

کے متعلق انتہائی سعی کی گئی ہے، پھر زیر بحث مضمون کو آسانی سے ذہن نشین کرنے کی غرض سے جدول اور نقشے دے دیے گئے ہیں۔

کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ شامل کیا گیا ہے جس میں فن کی اصطلاحات، سوالات مشقیہ، عربی رشتوں کے ترجمے اور ضروری نقشہ جات دے دیے گئے ہیں۔ غرض نصاب تعلیم میں داخل کرنے کے لیے ایک کتاب کو جن خصوصیات کی ضرورت ہے ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتاب کی صوری ومعنوی محاسن میں انتہائی سعی کی گئی ہے، اب منتظمین مدارس کا فرض منصبی ہے کہ اگر حقیقۃً کتاب کو ان ہی اوصاف سے موصوف پائیں، تو طلبہ کی سہولت کے لیے سب سے پہلے اس کو داخلِ درس فرمائیں؛ اس کے بعد اگر سراجی بھی پڑھائیں تو فن سے پوری واقفیت کے علاوہ طلبہ کو ماہرینِ فن بنانے میں بھی اعانت فرمائیں گے۔

نوٹ: کتاب کو ہر حیثیت سے نصابِ تعلیم کے قابل بنانے میں امکانی سعی کی گئی ہے، پھر بھی اگر کچھ نقص محسوس ہو جائے اس کی اصلاح کر کے مجھے بھی اطلاع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جائے۔

إِنْ أُرِيْدُ إِلَّا الإِصلاَحَ مَااسْتَطتُ، وَمَاتَوفِيْقِي إِلَّا بِاللّٰهِ.

محمود حسن غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

مقدمہ

ہر علم کو شروع کرنے سے پہلے اس علم کی تعریف، موضوع، غایت اور مخصوص محاورات واصطلاحات بہ طور مقدمہ وتمہید بیان کیے جاتے ہیں؛ تاکہ طلبہ کو اس فن کی تحصیل میں سہولت اور بصیرت حاصل ہو؛ اس لیے علم فرائض کو شروع کرنے سے پہلے بہ طور مقدمہ وتمہید اس کی تعریف، موضوع، غایت اور کچھ مخصوص محاورات واصطلاحات لکھے جاتے ہیں؛ تاکہ اس فن کے حصول میں تم کو سہولت رہے۔

تعریف: یہ چند قواعد اور جزئیات فقہیہ کا ایسا علم ہے، جس کے جاننے سے میت کے شرعی ورثاء اور ان میں شرعی اصول سے تقسیمِ ترکہ کا طریقہ معلوم ہو جاتا ہے۔

موضوع: اس علم کا موضوع میت کا ترکہ اور اس کے مستحقین ہیں۔

غرض وغایت: اس علم کی غرض یہ ہے، کہ ترکہ کے مستحقین اور ان کے شرعی حقوق کی مقدار معلوم ہو جائے۔

وجہ تسمیہ: فرائض ’’فرض‘‘ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی تقدیر اور تقریر کے ہیں؛ چوں کہ اس علم میں وارثوں کے جو حصے بیان کیے جاتے ہیں ان کی مقدار خود اللہ تعالیٰ نے مقرر کی؛ اس لیے اس کو ’’علم فرائض‘‘ کہتے ہیں۔

رتبہ: آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ”العلمُ ثلاثةٌ، وما سوى ذلك فهو فضل: آيةٌ محكمةٌ، أو سنةٌ قائمةٌ، أو فريضةٌ عادلةٌ “(ابوداؤد ۳۹۹/۲) اور یہ بھی فرمایا کہ: ”تعلَّموا الفرائضَ وعلِّموها، فإنها نصفُ العلم“ ”وهو ينسىٰ، وهو أوَّلُ شيءٍ يُنْزَع من أمتي “(ابن ماجہ ص ۱۹۵) (مجمع الانہر ج ۴، ص ۴۹۳)۔

ان ارشادات کے لحاظ سے دیگر علوم کی نسبت اس علم کی جو اہمیت اور فضیلت ہونی چاہیے وہ ظاہر ہے؛ البتہ تعلیمی حیثیت سے اس علم کو شروع کرنے سے پہلے، طلبہ کو صرف ونحو اور فقہی جزئیات کے ساتھ علم حساب سے بھی واقفیت حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔

ترکہ: اس مال وملکیت (خواہ عین ہو یا دین) کو کہتے ہیں، جو میت مرنے کے بعد چھوڑتا ہے بہ شرطیکہ اس مال سے کسی انسانی حق کا تعلق نہ ہو، مثلا: میت کا وہ مال جو میت کے دین میں رہن ہو، یا وہ مبیع کہ جس کا ثمن اب تک ادا نہ کیا گیا ہو اور مشتری قبل قبضِ مبیع مر گیا ہو، تو چوں کہ اس مال سے دائن یا بائع کا حق متعلق ہے؛ اس لیے یہ مال ترکہ میں شمار نہ ہوگا(۱)۔

ترکہ کے مصارف اور مستحقین کا ترتیب وار بیان

(۱) تجہیز وتکفین: میت کا ترکہ سب سے پہلے اس کی تجہیز وتکفین میں صرف کیا جائے، خواہ کل ترکہ ہی اس میں خرچ ہو جائے؛ البتہ تکفین میں حدّ اعتدال کی رعایت کی جائے، مثلاً: کفن اس قسم کے کپڑے کا ہو جس کو میت اپنی حیات میں عیدین، جمعہ اور احباب سے ملاقات کے وقت استعمال کیا کرتا تھا۔

(۲) ادائے دَین: تجہیز وتکفین سے جو مال وملکیت بچے اس کو میت کے اس دَین کی ادائیگی میں صرف کیا جائے جو حقوقِ انسانی سے تعلق رکھتا ہو، خواہ اس میں کل ترکہ ہی صرف ہو جائے۔

اگر ترکہ کل دیون کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہو، تو دینِ قوی کو ضعیف پر مقدم کیا جائے، مثلاً: جس دین کا تعلق زمانۂ صحت سے ہو، یا اس کا ثبوت مبرہن معاینۃً ہو، تو اس کی ادائیگی بہ نسبت اس دین کے مقدم رکھی جائے جس کا ثبوت مرضِ موت میں محض

(۱) بقیہ محاورات اور الفاظ مصطلحہ کی تشریح ضمیمہ میں ملاحظہ کیجیے۔ ۱۲ منہ۔

اقرار میت سے ہو، اور اگر ایک ہی قسم کے متعدد دیون جمع ہوں، تو ان کی کمی بیشی کے تناسب سے ان میں ترکہ تقسیم کیا جائے۔

دینِ زکوٰۃ، کفارات چوں کہ حقوق العباد سے تعلق نہیں رکھتے؛ بلکہ وہ خالص حقوقِ الٰہی ہیں؛ اس لیے اس قسم کے دیون موت کی وجہ سے دارِ دنیا میں ساقط ہو جاتے ہیں۔ ہاں! ورثاء وغیرہ کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہیں تو بہ طور تبرع اپنے مال سے ادا کریں، یا میت نے مرتے وقت اگر اس کی ادائیگی کی وصیت کی ہو، تو پھر وہ وصیت کے حکم میں تصور کیا جائے۔

(۳) **وصیت**: دین کی ادائیگی سے جو مال بچے، اس کی تہائی میں میت کی وصیت نافذ کی جائے۔

وصیت سے مراد وہ مال ہے جس کے متعلق میت نے کسی شخص کو یا کسی مصرف میں دینے کا اظہار کیا ہو۔ نفاذِ وصیت کے لیے یہ شرط ہے کہ ثلث سے زائد نہ ہو، اور کسی ایسے شخص کے لیے نہ ہو جو میت کے مرنے کے وقت اس کے ترکہ سے استحقاقِ وراثت رکھتا ہو، اور کسی غیر شرعی مصرف کے لیے بھی نہ ہو۔

اگر ثلث سے زائد یا کسی وارث کے لیے وصیت کی گئی ہو، تو دیگر ورثاء کی اجازت کے بغیر وہ نافذ نہ ہوگی۔

ورثاء اور ان کی قسمیں

تجہیز و تکفین، قضائے دیون اور نفاذِ وصیت کے بعد ترکہ سے جو مال بچے، وہ اس کے ورثاء میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع امت کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

ورثاء کی تین قسمیں ہیں: ذوی الفروض، عصبات، اور ذوی الارحام، جن کا بیان حسبِ ترتیبِ استحقاق نیچے لکھا جاتا ہے:

(۴) **ذوی الفروض**: یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے لیے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور

اجماع امت میں خاص خاص حصے مقرر کیے گئے ہیں، ورثاء میں سب سے پہلے ان ہی ذوی الفروض کو ان کے مقررہ حصے دیے جاتے ہیں، ان کے حصوں کے بعد اگر ترکہ سے کچھ مال رہ جاتا ہے تو وہ مستحق عصبات کو دیا جاتا ہے۔

(۵) **عصبات**: عصبات وہ لوگ ہیں جو تنہا موجود ہوں تو کل ترکہ کے اور اگر ذوی الفروض کے ساتھ ہوں تو ان کے حصوں سے باقی ماندہ کل ترکہ کے مستحق ہوں۔ ان عصبات کی دو قسمیں ہیں: عصبۂ نسبی، اور عصبۂ سببی۔

(الف) **عصبۂ نسبی**: وہ لوگ ہیں جو میت سے نسب کا رشتہ رکھتے ہوں، جیسے: باپ، دادا، بیٹا، پوتا۔ جس کا مفصل بیان عصبات میں آجائے گا۔

(ب) **عصبات سببی**: میت کے آزاد کرنے والے، یا آزاد کرنے والے کے عصباتِ نسبی کو کہتے ہیں۔ یعنی: یہ میت کسی وقت غلام تھا جس کو اس کے مالک (آقا) نے آزاد کیا تھا، تو یہی آزاد شدہ اگر مر جائے، اور اس کے ترکہ کے لیے مستحقینِ بالا میں سے کوئی موجود نہ ہو، تو اس کا وہی آزاد کنندہ آقا، یا اگر وہ خود نہ ہو تو اس کے عصباتِ نسبی اس کے ترکہ کے مستحق ہوں گے؛ مگر یہ یاد رہے کہ اگر آزاد کنندہ خود موجود نہ ہو، تو اس کے ورثاء میں سے صرف مذکر رشتہ دار اس ترکہ کے مستحق ہوسکیں گے مؤنث نہیں؛ کیوں کہ عورتیں صرف اپنے آزاد کردہ، یا آزاد کردہ کے آزاد کردہ سے حقِ وراثت پاسکتی ہیں؛ کسی رشتہ دار کے آزاد کردہ سے نہیں۔

(٦) **رد بذوی الفروض**: ذوی الفروض کو ان کے مقررہ حصے دے کر جو مال بچتا ہے وہ عصباتِ نسبی کو، اور اگر وہ نہ ہوں تو عصباتِ سببی کو دیا جاتا ہے؛ لیکن جب میت کے ہر دو عصبات میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو، تو پھر وہ باقی ماندہ حصہ بھی ان ہی ذوی الفروض پر ان کے حصوں کے تناسب سے دوبارہ تقسیم کیا جاتا ہے جس کو ''رد'' کہتے ہیں؛ جس کا مفصل بیان رد میں آجائے گا۔ یہاں اتنا یاد رکھو کہ یہ رد صرف ذوی الفروض نسبی پر کیا جاتا ہے، ذوی الفروض سببی (زوجین) پر نہیں۔

(۷) **ذوی الارحام:** ذوی الفروض اور عصبات کے علاوہ کل رشتہ دار ''ذوی الارحام'' کہلاتے ہیں، جیسے: نواسا، نواسی، بھتیجیاں، بھانجے، بھانجیاں، پھوپی، خالہ، ماموں، نانا وغیرہ۔ اگر مذکورہ بالا مستحقین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو، تو پھر میت کا ترکہ ان ہی ذوی الارحام کو ملے گا، جن کا مفصل بیان ذوی الارحام میں آئے گا؛ اور اگر ذوی الفروض میں سے صرف سببی (زوجین) میں سے کوئی موجود ہو، تو اس کے حصے سے جو مال باقی بچے اور کسی قسم کا عصبہ موجود نہ ہو، تو اس باقی ماندہ حصے کے مستحق بھی یہی ذوی الارحام ہوں گے۔

(۸) **مولی الموالات:** وہ شخص ہے جس کے ساتھ میت نے عقدِ موالات کیا ہو، یعنی: یہ میت ایک مجہول النسب شخص تھا، اس نے ایک آدمی سے یہ قول وقرار کیا تھا کہ: ''تم میرے مولیٰ ہو، میرے مرنے کے بعد میرے مال کے حق دار تم ہو، اور اگر مجھ سے کوئی جنایت موجبِ دیت صادر ہو جائے تو اس کی دیت تم کو دینی ہوگی'' اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد اگر یہ مجہول النسب شخص مر جائے، اور مستحقین بالا میں سے اس کے ترکہ کا کوئی مستحق موجود نہ ہو، تو اس کا ترکہ اُسی مولی الموالات کو ملے گا جس کے ساتھ اس نے حینِ حیات میں یہ معاہدہ کیا تھا؛ نیز اگر زوجین میں سے کوئی موجود ہو، مگر اس کے حصہ سے باقی ماندہ کے لیے مذکورہ بالا مستحقین میں سے کوئی نہ ہو، تو وہ باقی ماندہ حصہ بھی اسی مولی الموالات کو ملے گا جس کے ساتھ اس نے یہ معاہدہ کیا تھا۔

(۹) **مُقَر لہٗ بالنسب علی الغیر:** وہ شخص ہے جس کے متعلق میت نے ایسے رشتے کا اقرار کیا ہو جو محض اس کے اقرار سے ثابت نہ ہوتا ہو؛ کیوں کہ یہ اقرار کسی اجنبی شخص کو دوسرے شخص کے نسب میں داخل کرنے کو مستلزم ہے، مثلاً: میت نے کسی کے متعلق اپنے بھائی یا چچا ہونے کا اقرار کر لیا، تو چوں کہ یہ اقرار اس اجنبی کو میت کے باپ یا دادا کے نسب میں داخل کرنے کو مستلزم ہے؛ اس لیے جب تک میت کا باپ یا دادا اس

کی تصدیق نہ کرلے، محض اس کے اقرار سے وہ شخص حقیقتاً اس کا بھائی یا چچا نہ ہوگا؛ مگر جب یہ اقرار کنندہ مرتے دم تک اس اقرار پر قائم ہو، اور اس کے مرنے کے بعد مذکورۂ بالا مستحقین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو، یا زوجین میں سے کوئی موجود ہو مگر اس کے حصہ سے باقی ماندہ مال کا کوئی حق دار مستحقینِ بالا میں سے موجود نہ ہو تو وہ مال اسی مقرلہٗ بالنسب علی الغیر کو ملے گا۔

(۱۰) **موصیٰ لہٗ بجمیع المال:** میت نے کسی شخص کے لیے اپنے کُل مال کی وصیت کی تھی؛ مگر شرعی قانون کے مطابق اس کو صرف تہائی مال دیا گیا اور دو تہائی دیگر حق داروں کے لیے روکا گیا؛ مگر بعد از تحقیق معلوم ہوا کہ مستحقینِ مذکورۂ بالا میں سے اس دو تہائی کا کوئی مستحق موجود نہیں، تو پھر وہ باقی ماندہ دو تہائی بھی اسی موصیٰ لہٗ بجمیع المال کو ملے گا۔

(۱۱) **بیت المال:** اگر مذکورۂ بالا مستحقین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو، تو پھر میت کا ترکہ بیت المال (اسلامی خزانہ) میں دیا جائے؛ جس سے نادار مریضوں کا علاج، لقیط کا نان نفقہ، جنایت کی دیت اور لاوارث نادار مردوں کی تجہیز و تکفین عمل میں لائی جائے۔

(۱۲) **رد بزوجین:** اگر مذکورۂ بالا مستحقین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو، تو پھر عام کتبِ فقہیہ میں لکھا گیا ہے کہ میت کا ترکہ بیت المال کو دیا جائے؛ مگر متاخرین علماء نے جب دیکھا کہ فی زماننا نہ کوئی شرعی بیت المال موجود ہے، اور نہ اس قسم کے اموال کو وہ شرعی مصارف میں صَرف کرتے ہیں؛ اس لیے اگر زوجین میں سے کوئی موجود ہو، اور ان کے حصے سے باقی ماندہ مال کے لیے مستحقینِ مذکورۂ بالا میں سے کوئی موجود نہ ہو، تو وہ باقی ماندہ حصہ بھی اسی (احد الزوجین) کو دیا جائے گا۔

موانع ارث کا بیان

مستحقینِ وراثت میں بعض اوقات ایسے عوارض پائے جاتے ہیں، جن کی وجہ سے

وہ میراث پانے سے محروم ہوجاتے ہیں؛ ایسے عوارض کو ''موانع الارث'' کہتے ہیں۔ یہ کل چار امور ہیں: رِق، قتل، تبایُنِ دِین، تبایُنِ دار۔ جن کا ضروری بیان حسبِ ذیل ہے:

(۱) رق: رق تام ہو یا ناقص، یعنی: کسی کا غلام، مدبّر، مکاتب یا ام ولد ہونا۔ یہ لوگ چوں کہ اپنے نفس اور اپنے ہاتھ کی کسی چیز کی پوری مالکیت نہیں رکھتے؛ اس لیے اگر ان کے متعلقین میں سے کوئی مرجاتا ہے، تو یہ ان کے ترکہ سے وراثت پانے کا استحقاق بھی نہیں رکھتے؛ نیز دوسروں کو وراثت پانے سے روک بھی نہیں سکتے۔

(۲) قتل: جس سے قصاص یا کفارہ لازم آئے۔ جس قتل سے قاتل اپنے مقتول کی میراث سے محروم ہوجاتا ہے وہ تین قسم پر ہے: قتلِ عمد، شبہِ عمد اور قتلِ خطاء۔

قتلِ عمد: اس کو کہتے ہیں کہ قاتل قصداً وارادۃً کسی معصوم الدم انسان کو آلۂ قاتلہ جارحہ سے قتل کرے، جیسے: تلوار، تیز پتھر، توپ، بندوق، آگ۔ اس میں گناہ اور قصاص لازم آتا ہے، دیت اور کفارہ نہیں۔

شبہِ عمد: وہ ہے جس میں قاتل کسی معصوم الدم انسان کو قصداً وارادۃً ایسے آلہ سے قتل کرے جو جارحہ نہ ہو، جس سے عموماً موت واقع نہ ہوتی ہو، جیسے: معمولی پتھر یا لکڑی۔ اس میں دیت، کفارہ، گناہ لازم آتا ہے؛ مگر قصاص نہیں۔

قتل خطاء: وہ ہے جس میں قاتل سے بغیر قصد وارادہ کسی معصوم الدم کا قتل واقع ہوجائے، مثلاً: کسی نے شکار یا نشانہ پر تیر مارا مگر اتفاقاً کسی کو لگ گیا، جس سے اس کی موت واقع ہوگئی؛ تو اس میں دیت وکفارہ لازم آتا ہے، گناہ اور قصاص نہیں (۱)۔

چوں کہ عمد میں قصاص اور شبہِ عمد اور خطاء میں کفارہ لازم آتا ہے؛ اس لیے یہ ہر سہ قتل حرمانِ ارث کے موجب ہوئے۔

(۳) تباین دِین: یعنی: میت اور وارث میں سے جب ایک مسلم اور دوسرا غیر مسلم ہو تو یہ تبایُنِ (جدائی) مذہبی، وارث کو میراث پانے سے محروم کردیتا ہے۔ ہاں! غیر مسلموں

(۱) قتل شبہ وخطا کا بھی یہی حکم ہے

(کفار) میں خواہ کتنا ہی اختلاف ہو، وہ اسلام کی نظر میں بہ مقتضائے "الكفرُ ملةٌ واحدةٌ" ایک ہی دِین کے تابع تصور کیے جائیں گے؛ اسی وجہ سے غیر مسلموں میں مذہبی اختلاف حرمانِ ارث کے اسباب سے نہیں۔

(۴) تباینِ دارین: یعنی: غیر مسلموں میں دو مختلف مستقل حکومتوں کا جدا جدا رعایا ہونا حرمانِ ارث کا سبب ہے، خواہ: یہ تباین حقیقتاً ہو، جیسے: ایک حربی دوسرا ذِمی ہو، یا یہ تباین دار حکماً ہو، جیسے: ایک ذمی دوسرا مستامن ہو، یا دونوں دو مختلف دارالحرب کے مستامن ہوں۔ مسلموں کے لیے تباین دار حرمان کا سبب نہیں۔

اشتباہِ وارث ومورث: بعض کتابوں میں حرمانِ ارث کے اسباب میں سے پانچواں سبب "اشتباہِ وارث ومورث" بھی لکھا گیا ہے، مثلاً: چند رشتہ دار ایک ساتھ دریا میں ڈوب گئے، یا آگ میں جل گئے، یا مکان سے دب کر مر گئے؛ اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کون پہلے مرا اور کون پیچھے، تو ایسی صورت میں وہ ایک دوسرے سے میراث نہیں پاتے۔ یہ حکم اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے؛ مگر پھر بھی اس قسم کے قدرتی حوادث کو حرمانِ ارث کے اسباب میں شمار کرنے کو فطرتِ سلیمہ قبول نہیں کرتی، اور غالباً اسی وجہ سے سراجی وغیرہ کتابوں کی "فصل في الموانع" میں اس کا ذکر نہیں۔

میراث کے شرعی حصے اور ان کے مستحقین

کتاب اللہ کی رو سے کل فروض مقدرہ (مقررہ حصے) چھ ہیں:

نصف $\frac{1}{2}$ ربع $\frac{1}{4}$ ثمن $\frac{1}{8}$ ثلث $\frac{1}{3}$ ثلثان $\frac{2}{3}$ سدس $\frac{1}{6}$

اور ان کے مستحقین (ذوی الفروض) کل بارہ ہیں جن میں چار: اب، جد، زوج، اخ اخیافی مرد ہیں۔ اور آٹھ: زوجہ، بنت، بنت الابن، اخت عینی، اخت علاتی، اخت اخیافی، ام، جدۂ صحیحہ عورتیں ہیں۔

ان میں سے ہر ایک وارث جب دوسرے مختلف ورثاء کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے

تو اس کے حقوق میں باعتبار کمی، بیشی، مجوبیت کے مختلف حالات پیدا ہو جاتے ہیں، جن کو ذوی الفروض کے حالات کہتے ہیں، ان حالات کو سمجھ کر یاد رکھنا اس علم کے جاننے کے لیے ازبس ضروری ہے، ان حالات کو آسانی سے یاد کرنے کے لیے نیچے ایک جَدْوَل لکھا گیا ہے جس میں کُل ذوی الفروض مع حالات درج کیے گئے ہیں، ان کو سمجھ کر یاد کرو۔

نقشۂ حالات ذوی الفروض

ان حالات کے پڑھنے اور یاد کرنے کا طریقہ یہ ہے: ''اب'' یعنی: باپ کے تین حالات ہیں: اول محض فرضیت سے سدس (چھٹا حصہ) ملے گا؛ جب کہ میت کا بیٹا، پوتا، پرپوتا تا آخر سلسلۂ اولا دذکور موجود ہو۔ اسی طرح باقی حالات پڑھیے۔

ذوی الفروض مع حالات	نمبر حالات	کیفیتِ حصہ	کمیتِ حصہ	تفصیل حالات وشرائط
اب (باپ) ۳ حالات	۱	محض فرضیت	سدس	جب کہ میت کا بیٹا یا پوتا، پرپوتا تا آخر سلسلۂ اولا دذکور موجود ہو۔
	۲	فرضیت وعصبیت	سدس وباقی	جب کہ میت کی بیٹی یا پوتی، پرپوتی تا آخر سلسلۂ اولاد اناث موجود ہو۔
	۳	محض عصبیت	کُل یا باقی	جب کہ میت کی کوئی اولاد نہ ہو۔
جدِ صحیح (دادا) ۴ حالات	۱	محض فرضیت	سدس	جب کہ میت کا بیٹا یا پوتا، پرپوتا تا آخر سلسلہ اولا دذکور موجود ہو اور باپ نہ ہو۔
	۲	فرضیت وعصبیت	سدس وباقی	جبکہ میت کی بیٹی یا پوتی، پرپوتی تا آخر سلسلہ اولاد اناث موجود ہو اور باپ نہ ہو
	۳	محض عصبیت	کل یا باقی	جب کہ میت کا باپ اور کسی قسم کی اولاد نہ ہو۔
	۴	مجوب	کچھ نہیں	جب کہ میت کا باپ موجود ہو۔

ذوی الفروض مع حالات	نمبر حالات	کیفیتِ حصہ	کمیتِ حصہ	تفصیل حالات وشرائط
اولاد الام (اخیافی بھائی بہن) ۳ حالات	۱	فرضیت	سدس	جب کہ یہ ایک ہواور میت کا باپ دادا اور کسی قسم کی اولاد نہ ہو۔
	۲	فرضیت	ثلث	جب کہ یہ دو یا زائد ہوں اور میت کا باپ، دادا، اولاد نہ ہو۔
	۳	محجوب	کچھ نہیں	جب کہ میت کا باپ، دادا یا کوئی اولاد موجود ہو۔
زوج (شوہر) ۲ حالات	۱	فرضیت	نصف	جب کہ میت کی کوئی اولاد نہ ہو (خواہ اس شوہر سے یا دوسرے سے)۔
	۲	فرضیت	ربع	جب کہ میت کی کوئی بھی اولاد موجود ہو (خواہ اس شوہر سے یا دوسرے سے)۔
زوجہ (بیوی) ۲ حالات	۱	فرضیت	ربع	جب کہ میت کی کوئی اولاد موجود نہ ہو (خواہ اس بیوی سے یا دوسری سے)۔
	۲	فرضیت	ثمن	جب کہ میت کی کوئی اولاد ہو (خواہ اس بیوی سے یا دوسری سے)۔
بنت یا صلبیہ بیٹی ۳ حالات	۱	فرضیت	نصف	جب کہ یہ ایک ہواور میت کا ابن نہ ہو۔
	۲	فرضیت	ثلثان	جب کہ یہ دو یا زائد ہوں اور میت کا ابن نہ ہو۔
	۳	عصبیت بالغیر	نصفِ ابن	جب کہ میت کا ابن بھی ساتھ موجود ہو (خواہ اس بنت کی ماں سے ہو یا دوسری سے)۔

ذوی الفروض مع حالات	نمبر حالات	کیفیتِ حصہ	کمیتِ حصہ	تفصیل حالات وشرائط
بنت الابن (پوتی) ٦ حالات	١	فرضیت	نصف	جب کہ یہ ایک ہو اور میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا موجود نہ ہو۔
	٢	فرضیت	ثلثان	جب کہ یہ دو یا زائد ہوں اور میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا نہ ہو۔
	٣	فرضیت	سدس	جب کہ میت کی ایک بیٹی بھی ہو اور بیٹا، پوتا نہ ہو۔
	٤	در باقی عصبیت بالغیر	پوتے کا نصف	جب کہ میت کا بیٹا نہ ہو، اور بیٹی یا بیٹیوں کے ساتھ پوتا پوتی دونوں موجود ہوں، تو بیٹی یا بیٹیوں سے باقی ماندہ ترکہ میں یہ پوتی، پوتا ''لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ'' کے طریقہ پر وارث ہوں گے۔
	٥	در کل عصبیت بالغیر	پوتے کا نصف	جب کہ میت کا بیٹا بیٹی نہ ہو، اور پوتی کے ساتھ پوتا موجود ہو تو دونوں ''لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ'' کے طریقہ سے کل ترکہ میں شریک ہوں گے۔
	٦	محجوب	کچھ نہیں	جب کہ میت کا بیٹا موجود ہو، یا دو بیٹیاں ہوں اور پوتا نہ ہو۔

ذوی الفروض مع حالات	نمبر حالات	کیفیتِ حصہ	کمیتِ حصہ	تفصیل حالات وشرائط
اخت لاب وام (عینی بہن) ۵حالات	۱	فرضیت	نصف	جب کہ ایک ہو اور حقیقی بھائی، باپ، دادا، اولاد میں سے کوئی نہ ہو۔
	۲	فرضیت	ثلثان	جب کہ دو یا زائد ہوں اور حقیقی بھائی، باپ، دادا، اولاد میں سے کوئی نہ ہو۔
	۳	عصبیت مع الغیر	بیٹی، پوتی سے باقی	جب کہ میت کی بیٹی یا پوتی ہو، اور عینی بھائی، باپ، دادا، اولاد ذکور میں سے کوئی نہ ہو۔
	۴	عصبیت بالغیر	بھائی کا نصف	جب کہ میت کا عینی بھائی بھی ہو اور باپ دادا اور نرینہ اولاد نہ ہو۔
	۵	محجوب	کچھ نہیں	جب کہ میت کا باپ، دادا یا نرینہ اولاد موجود ہو۔
اخت لاب (علاتی بہن) ۷حالات	۱	فرضیت	نصف	جب کہ ایک ہو اور عینی بھائی، بہن اور علاتی بھائی، باپ، دادا، اولاد نہ ہوں۔
	۲	فرضیت	ثلثان	جب کہ دو یا زائد ہوں اور عینی بھائی، بہن، علاتی بھائی، باپ، دادا، اولاد نہ ہوں۔
	۳	فرضیت	سدس	جب کہ صرف ایک عینی بہن ہو اور عینی و علاتی بھائی، باپ، دادا، اولاد نہ ہوں۔

ذوی الفروض مع حالات	نمبر حالات	کیفیتِ حصہ	کمیتِ حصہ	تفصیل حالات وشرائط
......	۴	عصبیت مع الغیر	بیٹی، پوتی سے باقی	جب کہ بیٹی یا پوتی ہو،اور عینی بھائی،بہن، علاتی بھائی،باپ،دادا،اولاد ذکورنہ ہو۔
	۵	عصبیت بالغیر	بھائی کا نصف	جب کہ یہ علاتی بھائی کے ساتھ ہو،اور عینی بھائی،باپ،دادا،اولاد ذکورنہ ہوں۔
	۶	مجوب	کچھ نہیں	جب کہ عینی بھائی موجود ہو، یا دو عینی بہن موجود ہوں اور علاتی بھائی نہ ہو، یا عصبہ شدہ ایک عینی بہن موجود ہو۔
	۷	مجوب	کچھ نہیں	باپ، دادا، نرینہ اولاد میں سے کوئی بھی ایک موجود ہو، تو ہر قسم کے بھائی، بہن مجوب ہوں گے۔
ام (ماں) ۳ حالات	۱	فرضیت	ثلثِ کل	جب کہ میت کی کوئی اولاد، نیز دوعدد یا زائد کسی جہت کے بھائی،بہن موجود نہ ہوں۔
	۲	فرضیت	سدس	جب کہ میت کی کوئی اولاد، یا کسی جہت کے دوعدد یا زائد بھائی،بہن موجود ہوں۔
	۳	فرضیت	ثلث بعد فرض احد الزوجین	یہ حکم صرف ان دو مسئلوں (یعنی: زوجہ وابوین، یا زوج وابوین) میں آتا ہے۔ میت ۴: زوجہ ۱، ام ۱، اب ۲ میت ۶: زوج ۳، ام ۱، اب ۲

ذوی الفروض مع حالات	نمبر حالات	کیفیتِ حصہ	کمیتِ حصہ	تفصیل حالات وشرائط
جدۂ صحیحہ (دادی، نانی) ۲ حالات	۱	فرضیت	سدس	خواہ ایک ہو یا متعدد، بہ شرطیکہ ایک درجے کی ہوں۔
	۲	محجوب	کچھ نہیں	جب کہ ماں موجود ہو۔ باپ کے رشتہ والیاں باپ سے، اور دادا والیاں دادا سے بھی محجوب ہوں گی۔ نیز ہر قربیٰ بعدیٰ کو محجوب کرے گی۔

عصبات کا بیان

مقدمہ میں تم نے پڑھا ہے، کہ عصبات وہ لوگ ہیں جو تنہا ہوں تو کل ترکہ کے، اور اگر ذوی الفروض کے ساتھ ہوں تو ان کے حصوں سے باقی ماندہ ترکہ کے مستحق ہوں۔

ان کی دو قسمیں ہیں: عصبۂ نسبی اور عصبۂ سببی۔ سببی تو مولائے عتاقہ کو کہتے ہیں، جن کا وجود آج کل نایاب ہے۔ اور عصبۂ نسبی جو میت سے نسب کا رشتہ رکھتے ہیں تین قسم پر ہیں: عصبہ بنفسہ۔ بغیرہ۔ مع غیرہ۔

عصبہ بنفسہ: وہ مذکر ہے جس کا میت سے رشتہ جوڑتے وقت مؤنث کا واسطہ درمیان میں نہ آئے۔

عصبہ بغیرہ: اس بیٹی، پوتی، حقیقی یا علاتی بہنوں کو کہتے ہیں جو اپنے بھائیوں کے ساتھ "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" کے طریقہ سے ترکہ میں شریک ہوجاتی ہیں۔

عصبہ مع غیرہ: وہ عینی یا علاتی بہنیں ہیں جو بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ مل کر، مطابق حدیث "اِجْعَلُوْا الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً" (دارمی) بیٹیوں یا پوتیوں کے حصے سے باقی ماندہ ترکہ کی حق دار ہوتی ہیں۔

مگر عموماً عصبہ کا اطلاق عصبہ بنفسہ ہی پر ہوتا ہے؛ کیوں کہ عصبہ بغیرہ اور مع غیرہ

دراصل ذوی الفروض عورتیں ہیں، جو بعض خاص صورتوں میں عصبہ ہو جاتی ہیں۔

عصبہ بنفسہ : عصبہ بنفسہ باعتبار استحقاق وراثت حسبِ ذیل ترتیب وار چار اصناف پر منقسم ہیں:

صنفِ اول: فرع میت یعنی میت کی اولاد ذکور کا سلسلہ، جیسے: بیٹا، پوتا، پر پوتا تا آخر۔

صنفِ دوم: اصل میت یعنی میت کا سلسلۂ آباء، جیسے: باپ، دادا، پردادا تا آخر۔

صنفِ سوم: فرع اصل قریب یعنی باپ کی اولاد ذکور کا سلسلہ، جیسے: بھائی، بھتیجا تا آخر۔

صنفِ چہارم: فرع اصل بعید یعنی دادا کی اولاد ذکور کا سلسلہ، جیسے: چچا اور چچا کا لڑکا تا آخر۔

(۱) عصبہ بنفسہ کی ان چاروں اصناف میں سب سے پہلے صنف اول، پھر دوم، پھر سوم، پھر چہارم کے عصبہ وراثت کے مستحق ہوں گے۔

(۲) اگر ایک مستحق صنف کے متعدد افراد ہوں، تو ان میں جو سب سے زیادہ میت سے قریب ہوگا وہی مستحق ہوگا؛ مثلاً: بیٹا، پوتا دونوں موجود ہوں تو بیٹا مستحق ہوگا، پوتا نہیں۔

(۳) اگر ایک ہی صنف اور ایک ہی درجہ کے متعدد افراد موجود ہوں، تو پھر اگر ان میں قوتِ قرابت کا اختلاف ہو تو ان میں جس کی قرابت میت سے قوی ہوگی، وہ ضعیف قرابت والے پر مقدم رکھا جائے گا؛ مثلاً: میت کا ایک عینی بھائی ہو دوسرا علاتی، تو عینی وارث ہوگا؛ علاتی نہیں۔ یہ ہی رعایت ان کی اولاد میں بھی رہے گی۔

(۴) اور اگر وہ ہر حیثیت سے متحد ہوں، تو پھر وہ سب مساوی طور پر ترکہ میں شریک ہوں گے۔

خلاصہ یہ کہ عصبہ بنفسہ کے استحقاقِ ارث میں تین ترجیحات کو ملحوظ رکھنا چاہیے: پہلے مرتبۂ صنف کی ترجیح، پھر زیادہ قریب کی ترجیح، پھر قوتِ قرابت کی ترجیح۔ مزید توضیح کے لیے نیچے عصبہ بنفسہ کے متعلق ایک نقشہ دیا جاتا ہے۔ اساتذۂ کرام اس میں طلبہ کو ہر سہ ترجیحات ذہن نشین کرائیں۔

عصبہ بنفسہ کی اصناف مرتّبہ

اصناف	ورثاء اصناف
صنف اول، جزءِ میت	یعنی: میت کی اولاد ذکور، جیسے: بیٹا، وہ نہ ہو تو پوتا، وہ نہ ہو تو پرپوتا، تا آخر۔
صنف دوم، اصل میت	یعنی: میت کا باپ، وہ نہ ہو تو دادا، وہ نہ ہو تو پردادا، تا آخر۔
صنف سوم، فرع اصل قریب	یعنی: میت کے باپ کی اولاد ذکور، جیسے: عینی بھائی، وہ نہ ہو تو علاتی بھائی، وہ نہ ہو تو عینی بھائی کا بیٹا، وہ نہ ہو تو علاتی بھائی کا بیٹا تا آخر۔
صنف چہارم، فرع اصل بعید	یعنی: دادا کی اولاد ذکور، جیسے: عینی چچا، وہ نہ ہو تو علاتی چچا، وہ نہ ہو تو عینی چچا کا بیٹا، وہ نہ ہو تو علاتی چچا کا بیٹا تا آخر۔

عصبہ بغیرہ: عصبہ بغیرہ وہ عورتیں ہیں جن کا حصۂ میراث نصف یا ثلثان مقرر کیا گیا ہے، یہ عورتیں جب اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ جمع ہوجاتی ہیں، تو اپنے نصف یا ثلثان والے حصے کو بھائیوں کے ساتھ ملاتی ہیں، اور اپنے بھائیوں کے ساتھ "لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَیَیْنِ" کے طریقہ سے ترکہ میں شریک ہوکر عصبہ بغیرہ کہلاتی ہیں۔

یہ کل چار قسم کی عورتیں ہیں: بیٹیاں، پوتیاں، عینی بہنیں، علاتی بہنیں؛ جن کی اختصاراً دو قسمیں کر سکتے ہیں: یعنی میت کا جزء، جیسے: بیٹیاں پوتیاں؛ اور میت کے باپ کا جزء، جیسے: عینی اور علاتی بہنیں۔

قسم اول میں عصبہ بغیرہ کا سلسلہ کسی حد پر ختم نہیں ہوتا ہے؛ مگر قسم دوم کا سلسلہ باپ کے جزء تک محدود ہے، یعنی: میت کی اولاد میں اگر سلسلۂ ذکور کے تیسرے یا چوتھے درجہ میں پوتیاں اپنے بھائیوں (پوتوں) کے ساتھ جمع ہوجائیں گی، تو وہ اپنے عصبہ بھائیوں (پوتوں) کی وجہ سے عصبہ بغیرہ بن جائیں گی؛ مگر میت کے باپ کے جزء یعنی: عینی یا علاتی بہنیں ہی اپنے اپنے بھائیوں کی وجہ سے عصبہ بغیرہ ہوسکتی ہیں۔ بھائیوں کی

اولاد میں سے کوئی مؤنث اپنے بھائی کی وجہ سے عصبہ بغیرہ نہ ہوگی[۱]، مثلاً: اگر میت نے بھتیجا اور بھتیجی وارث چھوڑے تو بھتیجا ہی وارث ہوگا، بھتیجی نہ ہوگی؛ کیوں کہ بھتیجا عصبہ ہے، اور بھتیجی ذوی الارحام میں سے ہے جو عصبات کے ساتھ وارث نہیں ہوتے۔

(۱) استحقاقِ ارث کے اعتبار سے سلسلۂ اولاد کو یوں سمجھو کہ سلسلۂ ذکور میں ہر مذکر عصبہ بنفسہ ہے، اور ہر مؤنث تنہا ذوی الفروض اور اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ بغیرہ ہے[۲]۔

(۲) اور جس کو میت کی طرف اگر نسبت کریں تو درمیان میں مؤنث کا واسطہ آتا ہو، تو خواہ وہ مذکر ہو، خواہ مؤنث؛ نہ عصبہ ہو سکے گا، نہ ذوی الفروض؛ بلکہ وہ ذوی الارحام میں شمار ہوگا۔

(۳) سلسلۂ اولاد میں ہر مذکر جو میت سے بلا واسطہ یا بہ واسطۂ مذکر رشتہ رکھتا ہو، عصبہ بنفسہ ہوگا، یہ عصبہ جس درجہ میں بھی ہو، خواہ: اکیلا ہو یا اپنی بہنوں کے ساتھ، اپنے درجہ سے نیچے ہر مذکر اور مؤنث کو محجوب کر دے گا، اور اپنے درجہ کی بیٹیوں اور پوتیوں اور نیز اوپر کی ان پوتیوں کو بھی اپنے ساتھ عصبہ بغیرہ بنائے گا، جس کو فرضیت کے طریقہ سے کچھ نہ ملا ہو۔

(۴) میت کی بیٹی نیز میت کی اولاد ذکور کی بیٹی جو میت سے سب سے زیادہ قریب ہو: اگر ایک ہو تو بیٹی کی طرح نصف اور اس سے نیچے والی سدس کی مستحق ہوگی، اور اس سے ماتحت سب محروم ہوں گی؛ مگر ہاں! اگر اس کے درجہ یا اس سے بھی نیچے درجہ میں پوتا موجود ہو، تو وہ پوتا اپنی محاذی پوتی اور اوپر کی محروم پوتیوں کو اپنے ساتھ باقی ماندہ ترکہ میں "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" کے طریقہ سے شریک بنائے گا، اور اس سے نیچے والیاں محروم رہیں گی۔

---

(۱) جو عورتیں بحیثیت فرضیت نصف یا ثلثان کی مستحق نہیں، ان کے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بغیرہ نہ ہونے کی دو وجوہ ہیں: اول یہ کہ کتاب اللہ میں صرف بیٹیوں اور بہنوں کے بارے میں "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" آیا ہے۔ دوم یہ کہ عورتوں کو عصبہ اس لیے بناتے ہیں کہ مذکر وارث سے ان کا حصہ کم کیا جائے، تو جس مؤنث کا حصہ ہی نہ ہو اس سے یہ اندیشہ نہیں کہ وہ مذکر وارث سے مساوی یا زیادہ ہو جائے گی۔ ۱۲ منہ۔

(۲) ان پنج گانہ اصول کی مشق و اجراء کے لیے نقشۂ متعلقہ کے علاوہ، ضمیمہ میں بنت الابن کی امثلۂ مشقیہ پر بھی غور کرو۔ ۱۲ منہ۔

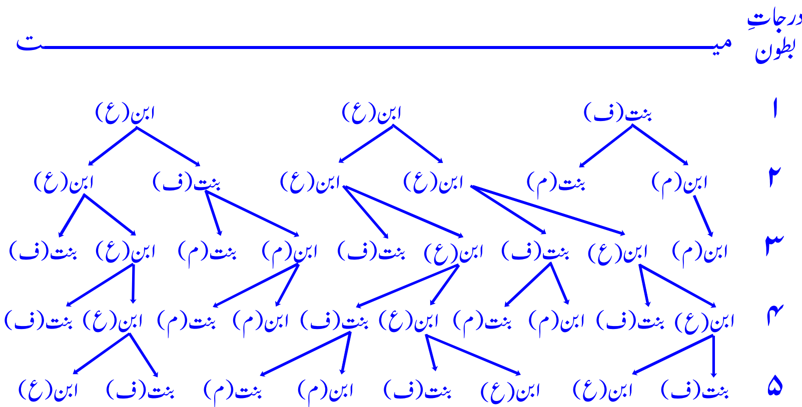
(۵) اگر میت کے قریب تر دو بیٹیاں یا دو پوتیاں ہوں، تو وہ بیٹیوں کی طرح دوثلث ترکہ کی مستحق ہو جائیں گی، اور اس سے نیچے درجے کی پوتیاں محروم رہیں گی؛ مگر ہاں! اگر مذکورۂ بالا طریقہ سے ان کے محاذی یا نیچے پوتا موجود ہو، تو وہ پوتا باقی ماندہ ترکہ میں ان محروم پوتیوں کو عصبہ بغیرہ بنائے گا جو اس کے محاذات پر یا اوپر ہوں۔

سلسلۂ اولاد کی کیفیتِ توریث کو سہولت سے سمجھنے کے لیے نیچے ایک نقشہ دیا جاتا ہے، اس میں سلسلۂ ذکور کا ہر مذکر عصبہ بنفسہ ہے، اور ہر مؤنث تنہا ذوی الفروض اور اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ بغیرہ، اور ہر مؤنث کی اولاد ذوی الارحام، خواہ: مذکر ہو یا مؤنث۔

اساتذۂ کرام ان میں سے ایک ایک، دو دو کو زندہ، بقیہ کو مردہ تصور کر کے مختلف صورتوں میں طلبہ سے مشق کرائیں۔

فائدہ: (ف) نشانی ذوی الفروض کی ہے۔ (ع) نشانی عصبہ بنفسہ کی۔ اور (م) نشانی ذوی الارحام کی۔

نقشۂ متعلقہ توریثِ اولاد



عصبہ مع غیرہ: میت کی عینی یا علاتی بہنیں جب میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ جمع ہو جاتی ہیں، تو بہ مطابق ارشادِ نبوی: "اجعلوا الأخوات مع البنات عصبةً"

(دارمی) یہی بہنیں، بیٹی یا پوتی کے حصہ سے باقی ماندہ کل ترکہ کی حق دار ہوکر عصبہ مع غیرہ کہلاتی ہیں۔ ہاں! یہ یادرہے کہ عصبیت کی یہ قسم صرف میت کی بہنوں کو ہی حاصل ہے، میت کی بہن، بھائی کی لڑکیاں عصبہ مع غیرہ نہیں ہوسکتی ہیں۔ اور یہ بھی یادرہے کہ قوتِ قرابت کی ترجیح یہاں بھی ملحوظ رہے گی، یعنی: اگر میت کی بیٹی، اور عینی اور علاتی دونوں قسم کی بہنیں جمع ہوگئیں تو بیٹی فرضیت سے نصف لے گی؛ باقی نصف عینی بہن بحیثیت عصبیت مع الغیر لے لے گی؛ اور علاتی بہن، بھائی محروم ہوجائیں گے۔

ذوی الارحام کا مختصر بیان

مقدمہ میں پڑھ چکے ہو کہ میت کے رشتہ دار تین قسم پر ہیں: عصبات، ذوی الفروض اور ذوی الارحام۔ اگر ذوی الفروض یا عصبہ موجود ہوں تو ذوی الارحام محروم رہتے ہیں؛ مگر عصبات اور ذوی الفروض نسبی کی عدم موجودگی میں یہ ذوی الارحام عصبیت کے طریقہ سے ترکہ کے مستحق ہوجاتے ہیں، یعنی ان کے لیے ذوی الفروض کی طرح حصے مقرر نہیں ہیں؛ بلکہ ان میں جو بھی صنف اور درجے کے اعتبار سے میت سے سب سے زیادہ قریب ہو، وہی عصبہ کی طرح کل ترکہ کا مستحق ہوگا؛ اور بقیہ سب محروم رہیں گے۔ استحقاقِ ارث کے لحاظ سے یہ حسبِ ذیل چار اصناف پر منقسم ہیں:

صنفِ اول: فرعِ میت یعنی بیٹیوں، اور پوتیوں کی اولاد۔

صنفِ دوم: اصلِ میت یعنی فاسد اجداد، وجدات۔

صنفِ سوم: فرعِ اب میت یعنی ہر قسم کی بہنوں اور اخیافی بھائیوں کی اولاد، اور عینی، علاتی بھائیوں کی لڑکیاں۔

صنفِ چہارم: فرعِ جد وجدہ میت یعنی پھوپیاں، اخیافی چچا، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد، اور عینی یا علاتی چچا کی لڑکیاں۔

اگر یہ سب اصناف موجود ہوں تو سب سے پہلے صنف اول، وہ نہ ہوتو دوم، وہ نہ ہوتو سوم، وہ نہ ہوتو چہارم والے مستحق ہوں گے۔

اگر مستحق صنف کے متعدد افراد موجود ہوں تو عصبات کی طرح اقرب کو ترجیح ہوگی: اگر درجہ میں برابر ہوں تو قوت قرابت کو ترجیح ہوگی، اور اگر ہر حیثیت سے متحد ہوں تو سب مساوی طور سے مستحق ہوں گے؛ البتہ مذکر کو مؤنث کا مضاعف حصہ ملے گا۔

رشتہ داروں کے مسلسل حالات سے واقفیت کے لیے یہاں اس قدر یاد رکھو، باقی مفصل حالات ذوی الارحام کے بیان میں لکھے جائیں گے۔

حجب کا بیان

حجب کے معنی روکنے اور منع کرنے کے ہیں؛ یہاں حجب سے یہ مراد ہے کہ جب کسی محجوب وارث کے ساتھ زیادہ مستحق (حاجب) وارث جمع ہوجائے، تو اس کو میراث پانے سے روک دے؛ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) حجب حرمان، (۲) حجب نقصان۔ حجب حرمان میں وارث یک لخت محروم الارث ہوجاتا ہے، اور حجب نقصان میں اس کا بڑا حصہ چھوٹا ہوجاتا ہے۔

محروم اور محجوب بحرمان[۱] میں صرف اس قدر فرق ہے کہ محروم کی ذات میں ایسی صفت موجود ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس میں استحقاقِ ارث کی اہلیت ہی نہیں رہتی، اور محجوب میں پوری اہلیتِ استحقاق موجود ہوتی ہے؛ مگر اس سے زائد مستحق وارث کی موجودگی اس کو میراث پانے سے مانع ہوتی ہے۔

حجبِ نقصان سے پانچ وارث محجوب ہوتے ہیں: (۱) زوج۔ (۲) زوجہ۔ (۳) ام۔ (۴) بنت الابن۔ (۵) اخت علاتی۔

---

(۱) مقدمہ میں موانعِ ارث کے جو اسباب لکھے گئے ہیں ان کی موجودگی سے وارث کو محروم، اور یہاں زیادہ مستحق وارث کی موجودگی سے وارث کو محجوب کہتے ہیں؛ مگر کبھی محروم کے عام معنی لیے جاتے ہیں، اور محجوب بہ حجبِ حرمان والے کو بھی محروم لکھتے ہیں۔ ۱۲ منہ۔

حَجبِ حرمان سے محجوب ہونے والے ورثاء تو بے شمار ہیں؛ البتہ نہ محجوب ہونے والے ورثاء چھ ہیں: (۱) ابن۔ (۲) اب۔ (۳) ام۔ (۴) بنت۔ (۵) زوج۔ (۶) زوجہ۔ یہ چھ وارث کبھی محروم الارث نہیں ہوتے؛ ان کے سوا باقی کبھی وارث ہوتے ہیں، کبھی محجوب بہ حَجبِ حرمان۔

حجب حرمان سے محجوب ہونے والے ورثاء اگرچہ لامحدود ہیں؛ مگر ان کی شناخت کے دو آسان قاعدے مقرر کیے گئے ہیں:

اولّ یہ کہ ہر اقرب، ابعد کو محجوب کرے گا؛ مثلاً: نانی پردادی کو محجوب کرے گی۔

دومّ یہ کہ ہر وارث کہ اس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں کسی کا واسطہ درمیان میں آتا ہو، تو اس واسطہ کی موجودگی کے وقت وہ وارث محجوب ہوگا؛ مثلاً: دادا کا میت سے رشتہ جوڑنے کے وقت باپ کا واسطہ درمیان میں آتا ہے، اور پوتے کا میت سے رشتہ جوڑنے کے وقت بیٹے کا واسطہ درمیان میں آتا ہے، تو باپ کی موجودگی میں دادا اور بیٹے کی موجودگی میں پوتا محجوب ہوگا۔

یہ قاعدہ اولاد الام میں ٹوٹتا ہے، کہ میت سے ماں کے واسطہ سے رشتہ رکھتے ہیں، اور پھر بھی ماں کی موجودگی میں وارث ہوتے ہیں؛ محجوب نہیں۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں ایسا واسطہ ہے کہ وہ کل مال پانے کا استحقاق نہیں رکھ سکتی؛ اس لیے اس کی موجودگی میں بھی اولاد الام وارث ہوسکتے ہیں؛ برخلاف واسطۂ عصبات کے، کہ وہ کل ترکہ کے مستحق ہوجاتے ہیں؛ اس لیے مابعد والے محجوب ہوجاتے ہیں۔

محروم وارث دوسرے وارث کو کسی حجب سے بھی محجوب نہیں کرسکتا؛ مگر محجوب وارث دوسرے وارث کو ہر دو حجب سے محجوب کرسکتا ہے؛ مثلاً: کافر بیٹا نہ ماں کو محجوب بہ حجب نقصان کرسکتا ہے، اور نہ بھائی کو محجوب بہ حجب حرمان کرسکتا ہے؛ مگر دو بہن، یا دو بھائی، یا ایک بہن ایک بھائی باپ کی موجودگی میں خود محجوب بہ حجب حرمان ہوتے

ہیں؛ مگر پھر بھی ماں کو ثلث سے محجوب کر کے سدس کی طرف لاتے ہیں۔ اور دادی باپ کی موجودگی میں محجوب ہوتی ہے؛ مگر پھر بھی اپنے قرب کی وجہ سے ماں کی نانی کو محجوب بہ حجب حرمان بنا لیتی ہے۔

اب حجب کے متعلق ایک نقشہ دیا جاتا ہے، اس میں حجب حرمان اور حجب نقصان کے حاجب، اور محجوب ورثاء، اور مقدار حصۂ محجوب کی تشریح موجود ہے۔ اساتذۂ کرام یہ سب امور طلبہ کو ذہن نشین کرائیں۔

نقشہ متعلقہ حجب

محجوب ورثاء	حصہ قبل حجب	حاجب بہ حجب نقصان	حصہ بعد حجب	مقدار حصہ محجوبہ	حاجب بہ حجب حرمان
زوج	نصف	اولاد میت	ربع	ربع	×
زوجہ	ربع	"	ثمن	ثمن	×
ام	ثلث	اولاد میت یا اخوین یا اختین	سدس	سدس	×
ابن	عصبہ، یعنی: کل	×	×	×	×
اب	"	اولاد	سدس	$\frac{5}{6}$	×
بنت	نصف	×	×	×	×
ابن الابن	عصبہ، یعنی: کل	×	×	×	ابن
جد صحیح	"	اولاد	سدس	$\frac{5}{6}$	اب
بنت الابن	نصف	بنت	سدس	$\frac{2}{6}$	ابن، بنتین
اخت عینی	"	×	×	×	اولاد ذکور، اب، جد صحیح

اخت علاتی	؍؍	اخت عینی	سدس	$\frac{2}{6}$	اخ یا اختین عینی، اخت عینی عصبہ شدہ، اولاد ذکور، اب، جد۔
اخ یا اخت لام	سدس یا ثلث	×	×	×	اولاد، اب، جد۔
جدۂ صحیحہ	سدس	×	×	×	ام، ابویات باب و بجد سوائے سلسلۂ مادرِ پدر۔
اخ عینی	عصبہ یعنی کل	×	×	×	اولاد ذکور، اب، جد۔
اخ علاتی	؍؍	×	×	×	اولاد ذکور، اخ عینی، اب، جد، عصبہ شدہ اخت عینیہ۔

مخارج کا بیان

مخارج سے یہ مراد ہے کہ اعداد میں سے سب سے چھوٹا ایسا عدد دریافت کیا جائے، کہ اس سے وارثوں کو ان کے مقررہ حصے بلا کسر تقسیم ہوسکیں۔

تم پڑھ چکے ہو کہ کتاب اللہ میں ورثاء کے لیے جو حصے مقرر کیے گئے ہیں وہ چھ ہیں، جن کو ضبط قواعد کی سہولت کے لیے دو لائنوں میں اس طرح تقسیم کرتے ہیں:

لائن نمبر۱	نصف $\frac{1}{2}$	ربع $\frac{1}{4}$	ثمن $\frac{1}{8}$
لائن نمبر۲	ثلث $\frac{1}{3}$	ثلثان $\frac{2}{3}$	سدس $\frac{1}{6}$

(ا) اب اگر مسئلہ میں ان چھ فروض میں سے صرف ایک ہی فرض موجود ہو، تو مسئلے کا مخرج (عدد) اس فرض کے نام کے مطابق رکھا جائے گا، مثلاً: مسئلے میں اگر کسی کا فرض صرف

نصف آئے، تو مسئلے کا مخرج (عدد) دو رکھا جائے گا؛ اور اگر ربع آئے تو چار، ثمن آئے تو آٹھ، ثلث آئے تو تین، ثلثان آئے تو بھی تین، سدس آئے تو چھ سے مخرج رکھا جائے گا۔

(۲) اور اگر ایک لائن کے دو دو یا تین تین فروض جمع ہو جائیں، تو ان میں جس کا عدد سب سے زیادہ ہو وہی مخرج مسئلہ رکھا جائے گا، مثلاً: نصف، ثمن جمع ہو جائیں تو مسئلہ آٹھ سے، اور اگر ثلث، سدس جمع ہو جائے تو مسئلہ چھ سے بنایا جائے گا۔

(۳) اور اگر دونوں لائنوں کے فروض جمع ہو جائے تو غور کرو، کہ اگر پہلی لائن کا صرف نصف، دوسری لائن کے کُل یا بعض فروض سے جمع ہوا ہو تو مسئلہ چھ سے رکھو؛ اور اگر پہلی لائن کا ربع، دوسری لائن کے کُل یا بعض کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ بارہ سے بناؤ؛ اور اگر پہلی کا ثمن، دوسری لائن کے کل یا بعض فروض کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ چوبیس سے بناؤ۔

(۴) یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ اس علم کا کوئی مسئلہ ان سات مخارج (۲، ۳، ۴، ۶، ۸، ۱۲، ۲۴) سے باہر نہیں آئے گا۔ ہاں! اگر بعض عوارض (مثلاً: عول یا رد) کی وجہ سے ان میں کمی بیشی واقع ہو جائے، تو اس کے قواعد عول اور رد میں بیان کیے جائیں گے۔

اب ان چھ فروض کو آپس میں ایک دوسرے سے ملا کر، ان سات مخارج میں مشق کرنے کے لیے نیچے مختلف صورتیں اور ان کے جوابات لکھے جاتے ہیں؛ اساتذۂ کرام، طلبہ سے سوالات لکھوا کر جوابات کی مشق کرائیں۔

نقشۂ مخارجِ فروض

فروض	مخارج	امثلۂ مسائل	تشریح
نصف	۲	مسئلہ ۲، میت: زوج ا، اب ا	زوج کا فرض نصف دے کر، باقی نصف باپ کو عصبیت سے دیا۔
ربع	۴	مسئلہ ۴، میت: زوجہ ا، اخ ۳	زوجہ کا فرض ربع دے کر، باقی تین ارباع اخ کو عصبیت سے دیا۔

ثمن	۸	مسئلہ ۸ میت: زوجہ ۱، ابن ۷	زوجہ کا فرض ثمن دے کر، باقی سات ثمن ابن کو عصبیت سے دیا۔
ثلث	۳	مسئلہ ۳ میت: ام ۱، اخ ۲	ام کا فرض ثلث دے کر، باقی دو ثلث اخ کو عصبیت سے دیا۔
ثلثان	۳	مسئلہ ۳ میت: بنتان ۲، عم ۱	بنتان کا فرض ثلثان دے کر، باقی ایک ثلث عم کو عصبیت سے دیا۔
سدس	۶	مسئلہ ۶ میت: ام ۱، ابن ۵	ام کا فرض سدس دے کر، باقی پانچ سدس ابن کو عصبیت سے دیا۔
نصف وثمن	۸	مسئلہ ۸ میت: زوجہ ۱، بنت ۴، اخ ۳	زوجہ کا فرض ثمن، بنت کا نصف دے کر، باقی عصبہ (اخ) کو دیا۔
ثلث، ثلثان وسدس	۶	مسئلہ ۶ عولہ ۷ میت: ام ۱، اختان عینی ۴، اخوان لام ۲	ام کا فرض سدس، اختان کا ثلثان، اخوان کا ثلث دیا۔ مسئلہ سات سے عائلہ ہوا۔
نصف وسدس	۶	مسئلہ ۶ میت: بنت ۳، جدہ ۱، ابن الابن ۲	بنت کا فرض نصف، جدہ کا سدس دے کر، باقی عصبہ (ابن الابن) کو دیا۔
نصف وثلثان	۶	مسئلہ ۶ عولہ ۷ میت: زوج ۳، اختان ۴	زوج کا فرض نصف، اختان کا ثلثان دیا تو مسئلہ سات سے عائلہ ہوا۔
نصف وثلث	۶	مسئلہ ۶ میت: اخت ۳، ام ۲، عم ۱	اخت کا فرض نصف، ام کا ثلث دے کر، باقی ایک عصبہ (عم) کو دیا۔
ربع وثلث	۱۲	مسئلہ ۱۲ میت: زوجہ ۳، ام ۴، ابن العم ۵	زوجہ کا فرض ربع، ام کا ثلث دے کر، باقی عصبہ (ابن العم) کو دیا۔
ربع وثلثان	۱۲	مسئلہ ۱۲ میت: زوج ۳، بنتان ۸، ابن الاخ ۱	زوج کا فرض ربع، بنتان کا ثلثان دے کر، باقی ایک عصبہ (ابن الاخ) کو دیا۔
ربع وسدس	۱۲	مسئلہ ۱۲ میت: زوج ۳، جدہ ۲، ابن ۷	زوج کا فرض ربع، جدہ کا سدس دے کر، باقی عصبہ (ابن) کو دیا۔

ثمن وثلثان	۲۴	مسئلہ ۲۴ میت: زوجہ ۳ بنتان ۱۶ ابن الابن ۵	زوجہ کا فرض ثمن، بنتان کا ثلثان دے کر، باقی عصبہ (ابن الابن) کو دیا۔
ثمن وسدس	۲۴	مسئلہ ۲۴ میت: زوجہ ۳ ام ۴ ابن ۱۷	زوجہ کا فرض ثمن، ام کا سدس دے کر، باقی سترہ عصبہ (ابن) کو دیا۔
نصف، ثمن وسدس	۲۴	مسئلہ ۲۴ میت: زوجہ ۳ بنت ۱۲ ام ۴ ابن العم ۵	زوجہ کا فرض ثمن، بنت کا نصف، ام کا سدس دے کر، باقی عصبہ (ابن العم) کو دیا۔

عول کا بیان

عول کے معنی میلان، زیادتی اور ارتفاع کے ہیں۔ یہاں عول سے مراد یہ ہے، کہ جب مسئلے کا مخرج ذوی الفروض کے مجموع سہام سے گھٹ جائے، تو اس وقت مسئلے کا مخرج (عدد) بہ مقدار کمی کے بڑھا دیا جائے۔

اس کی تشریح یوں سمجھو کہ میراث کا مسئلہ تو ان قواعد کے مطابق بنایا جاتا ہے، جن کو بحث مخارج میں تم پڑھ چکے ہو؛ مگر پھر بھی بعض اوقات مسئلے کا مخرج (عدد) مجموع سہام ذوی الفروض سے گھٹ جاتا ہے؛ ایسی صورت میں مسئلے کے مخرج (عدد) میں بہ مقدار کمی کے اضافہ کر کے مخرج کو مجموع سہام کے برابر کر لیتے ہیں جس کو عول کہتے ہیں، اور اس مسئلہ کو عائلہ یا عولیہ۔ اور جس مسئلہ میں اس قسم کی زیادتی کرنے کی ضرورت واقع نہ ہو، اس کو غیر عائلہ یا غیر عولیہ کہتے ہیں۔

تجربہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوئی ہے، کہ مذکورہ ساتوں مخارج میں سے چار مخرج: (۲، ۳، ۴، ۸) میں عول کی ضرورت واقع نہیں ہوتی، اور تین مخارج: (۶، ۱۲، ۲۴) میں کبھی کبھی عول کی ضرورت واقع ہو جاتی ہے؛ جن میں چھ کے چار: (۷، ۸، ۹، ۱۰) عول آتے ہیں، اور بارہ کے تین: (۱۳، ۱۵، ۱۷) عول، اور چوبیس کا صرف ایک ہی (۲۷) عول آتا ہے۔ یہ کل آٹھ عول ہوئے، جن کی تشریح مع امثلہ کے نیچے نقشے میں کی گئی ہے۔ اساتذۂ کرام ہر ایک صورت جدا جدا طلبہ کے ذہن نشین کرائیں۔

نقشہ متعلقہ عول

تشریح	عولیہ مسائل کی مثالیں	عول	مخارج
نصف وثلثان جمع ہوئے۔ مسئلہ چھ سے ہوا، مجموع سہام سات ہوئے تو عول سات کا ہوا۔	مسئلہ ۶ عولہ ۷ میت زوج ۳ اختان عینی ۴	۷	مخرج ۶ کے عول
نصف، ثلثان، سدس جمع ہوئے۔ مسئلہ چھ سے بنا، مجموع سہام آٹھ ہوئے تو عول آٹھ کا ہوا۔	مسئلہ ۶ عولہ ۸ میت زوج ۳ اختان ۴ ام ۱	۸	؍؍
نصف، ثلثان، ثلث جمع ہوئے ۔ مسئلہ چھ سے بنا، مجموع سہام نو ہوئے تو عول نو کا ہوا۔	مسئلہ ۶ عولہ ۹ میت زوج ۳ اختان عینی ۴ اختان لام ۲	۹	؍؍
نصف، ثلثان، ثلث، سدس جمع ہوئے۔ مسئلہ چھ سے بنا، مجموع سہام دس ہوئے تو عول دس کا ہوا۔	مسئلہ ۶ عولہ ۱۰ میت زوج ۳ اختان عینی ۴ اختان لام ۲ جدہ ۱	۱۰	؍؍
ربع، ثلثان، سدس جمع ہوئے۔ مسئلہ بارہ سے بنا، مجموع سہام تیرہ ہوئے تو عول تیرہ کا ہوا۔	مسئلہ ۱۲ عولہ ۱۳ میت زوجہ ۳ اختان عینی ۸ ام ۲	۱۳	مخرج ۱۲ کے عول
ربع، ثلثان، ثلث جمع ہوئے۔ مسئلہ بارہ سے بنا، مجموع سہام پندرہ ہوئے تو عول پندرہ سے ہوا۔	مسئلہ ۱۲ عولہ ۱۵ میت زوجہ ۳ اختان عینی ۸ اختان لام ۴	۱۵	؍؍
ربع، ثلثان، ثلث، سدس جمع ہوئے۔ مسئلہ بارہ سے بنا، مجموع سہام سترہ ہوئے تو عول سترہ کا ہوا۔	مسئلہ ۱۲ عولہ ۱۷ میت زوجہ ۳ اختان عینی ۸ اختان لام ۴ ام ۲	۱۷	؍؍
ثمن، ثلثان، دوسدس جمع ہوئے۔ مسئلہ چوبیس سے بنا، مجموع سہام ستائیس ہوئے تو عول ستائیس سے ہوا۔	مسئلہ ۲۴ عولہ ۲۷ میت زوجہ ۳ بنتان ۱۶ ام ۴ اب ۴	۲۷	مخرج ۲۴ کا عول

مسئلہ بنانے اور تعیینِ مخارج کے متعلق ضروری ہدایات وتشریح

جب میراث کا کوئی مسئلہ دریافت کے لیے سامنے آئے، تو سب سے پہلے اس کے مستحق ورثاء پر یہ غور کرو کہ وہ سب عصبہ ہیں، یا سب ذوی الفروض، یا دونوں قسم کے وارث جمع ہیں۔

(۱) اگر سب عصبہ ہوں، تو مسئلہ ان کے رؤس (افراد) سے بناؤ[۱]۔

(۲) اگر سب ذوی الفروض ہوں، یا ذوی الفروض اور عصبہ دونوں ہوں، تو میت کی لانبی لکیر بنا کر نیچے سب سے اول ذوی الفروض لکھو؛ پھر اگر عصبات موجود ہوں تو ان کو لکھو؛ ایسی صورت میں مسئلہ بنانے کے وقت عصبات کا ہرگز خیال نہ کرو؛ بلکہ ذوی الفروض کے سہام کو ملحوظ رکھتے ہوئے مخارج الفروض میں تعیینِ مخرج کے جو قواعد پڑھ چکے ہو، ان کے مطابق مسئلے کا مخرج (عدد) اوپر لکھو، اور اس میں سے سب سے پہلے ذوی الفروض کے سہام (حصے) دے دو۔ اب اگر ان سے کچھ بچا تو مستحق عصبہ کے نیچے لکھ دو[۲] ورنہ عصبات کے نیچے (م) کی نشانی کر کے اس کو محروم سمجھو[۳]۔

(۳) اور اگر ذوی الفروض کے مجموع سہام مخرجِ مسئلہ سے بڑھ جائیں، تو مخرجِ مسئلہ پر عولہ کی نشانی کر کے مخرج کو بہ مقدار کمی کے زیادہ کر کے لکھو۔ ایسی صورت میں اگر عصبہ موجود ہوں تو وہ محروم رہیں گے[۴]۔

---

(۱) جیسے: مسئلہ ۳ — میت — ابن ۱، ابن ۱، ابن ۱ — ہر سہ لڑکے عصبات تھے، تو مسئلہ ان کے رؤس یعنی: تین سے بنا کر ہر ایک کو ایک ایک حصہ دیا۔

(۲) جیسے: مسئلہ ۶ — میت — زوج ۳، اختین لام ۲، اخ عینی ۱ — زوج کا فرض نصف، اختین لام کا ثلث دے کر باقی ایک اخ عصبہ کو دیا۔

(۳) جیسے: مسئلہ ۶ — میت — زوج ۳، اختین لام ۲، ام ۱، عم م — زوج کا فرض نصف، اختین لام کا ثلث، ام کا سدس دے کر عم عصبہ کو کچھ نہ بچا تو محروم رکھا گیا۔

(۴) جیسے: مسئلہ ۶ عولہ ۷ — میت — زوج ۳، اختین عینی ۴، اخ علاتی م — زوج کا فرض نصف، اختین کا ثلثان دے کر مجموع سہام، سات ہوئے تو مسئلہ عائلہ ہوا؛ اس لیے اخ محروم ہوا۔

(۴) اور اگر مخرج مسئلہ سے ذوی الفروض کے حصے دینے کے بعد کچھ باقی رہے، اور عصبات میں سے اس کا مستحق کوئی نہ ہو، تو ایسی صورت میں وہ باقی ماندہ حصہ دوبارہ ان ہی ذوی الفروض پر تقسیم کرنا پڑے گا جس کا بیان رد میں آجائے گا۔

اَعداد کی نسبتوں کا بیان

مسائلِ میراث میں ورثاء کو جو حصے ملتے ہیں ان کی تقسیم میں بعض اوقات کسر واقع ہو جاتی ہے؛ ایسے مسائل میں تصحیح کرنے کی ضرورت واقع ہوتی ہے، اور تصحیح کے قواعد اور طریقے جب ہی سمجھ سکتے ہیں کہ علمِ حساب کے ضروری قواعد اور اعداد میں نسبتوں کی کیفیت سے پوری واقفیت حاصل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ یہ علم جہاں ایک حساب داں کی نظر میں ایک معمولی سی شئی ہے، وہاں علمِ حساب سے ناواقف کے لیے مشکل ترین فن کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ اسی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے تصحیح کے بیان سے پہلے بہ طور مقدمہ طلبہ کے لیے اعداد کی نسبتوں سے واقفیت نہایت ضروری ہے، تو یاد رکھو کہ ہر دو اعداد کے درمیان حسبِ ذیل چار نسبتوں میں سے ایک نسبت کا ہونا ضروری ہے:
تماثُل، تداخُل، توافُق، تبایُن۔

تماثل: اگر ایک عدد دوسرے کا ہم مثل ہو، جیسے: چار اور چار، یا پانچ اور پانچ، تو ان کو متماثلین اور ان کی آپس کی نسبت کو تماثل کہتے ہیں۔

تداخل: اگر دو مختلف اعداد کی یہ کیفیت ہو، کہ ان میں جو چھوٹا ہو وہ بڑے عدد کا جز ہو، یا چھوٹے کو بڑے سے ایک بار یا کئی بار کاٹنے سے بڑا فنا ہو جاتا ہو، یا بڑا چھوٹے کا ایک مرتبہ یا چند مرتبہ کا مضاعف ہو، یا بڑا چھوٹے پر بلا کسر برابر تقسیم ہوتا ہو تو ان کو متداخلین اور ان کی نسبت کو تداخل کہتے ہیں، جیسے: چار اور آٹھ ($\frac{۴}{۸}$) یا چار اور بارہ ($\frac{۴}{۱۲}$) کہ چار آٹھ کا نصف، اور بارہ کا تیسرا جز ہے اور دونوں چار پر بلا کسر تقسیم ہو سکتے ہیں۔

توافق: اور اگر نہ چھوٹا بڑے کا جز ہو، نہ بڑے کو فنا کرسکتا ہو؛ مگر تیسرا کوئی ایسا عدد نکلتا ہو کہ وہ دونوں کو فنا کرسکتا ہو، یا دونوں اس پر بلا کسر برابر تقسیم ہو سکتے ہوں تو ان کو متوافقین اور ان کی نسبت کو توافق، اور اس تیسرے کو جزءِ وِفق کہتے ہیں، جیسے: چھ اور نو، یا آٹھ اور بارہ کہ چھ اور نو دونوں کو تین فنا کرسکتا ہے، اور آٹھ اور بارہ کو چار فنا کرسکتا ہے: تو چھ اور نو کا جزءِ وفق تین، اور آٹھ اور بارہ کا جزءِ وفق چار ہوا۔

تباین: اور اگر دو عدد اس طرح واقع ہوں کہ نہ آپس میں ایک دوسرے پر برابر تقسیم ہو سکتے ہوں، اور نہ تیسرا کوئی ایسا عدد مل سکے کہ اس پر یہ دونوں بلا کسر تقسیم ہو سکیں، تو ان کو متبائنین اور ان کی نسبت کو تباین کہتے ہیں؛ جیسے: چار اور پانچ، یا تین اور چار، یا پانچ اور سات۔

مزید تشریح: دو اعداد میں نسبت معلوم کرنے کا یہ آسان طریقہ یاد رکھو، کہ اگر ایک عدد دوسرے عدد کا ہم مثل ہو، جیسے: چار چار، چھ چھ تو ان کو متماثلین سمجھو۔

اور اگر دونوں ہم مثل نہ ہوں؛ بلکہ ایک چھوٹا دوسرا بڑا ہو، تو پھر چھوٹے کو بڑے سے ایک یا کئی بار وہاں تک کاٹتے جاؤ کہ بڑا عدد چھوٹے کے برابر رہ جائے، یا چھوٹے سے بھی چھوٹا ہو جائے؛ پس اگر اس عمل میں بڑا عدد چھوٹے کے برابر ہو گیا تو سمجھو کہ ان میں نسبت تداخل کی تھی، اور اگر اس کے کاٹنے میں بڑا عدد چھوٹے سے بھی چھوٹا رہ جائے تو پھر اسی چھوٹے کو اس بڑے سے کاٹتے جاؤ۔ اسی طرح ہر چھوٹے کو بڑے سے کاٹتے جاؤ یہاں تک کہ اوپر نیچے دونوں عدد برابر رہ جائیں؛ پس اگر اوپر نیچے اعداد صرف ایک میں متفق ہو گئے، تو سمجھو کہ ان اعداد میں نسبت تباین تھی؛ اور اگر دو یا دو سے زائد کسی عدد میں متفق ہو گئے تو سمجھو کہ ان میں نسبت توافق کی تھی۔

اب اگر یہ اتفاق دو میں آئے تو ان کی نسبت کو توافق بالنصف کہیں گے، اور اگر تین میں آئے تو ان کے توافق کو توافق بالثلث، چار میں ہو تو توافق بالربع، یہاں تک کہ دس میں اتفاق آئے تو اس کو توافق بالعشر کہیں گے، دس کے بعد اس نسبت کو لغتِ عربی

میں مرکب لفظ سے تعبیر کرتے ہیں؛ مثلاً: گیارہ میں اتفاق کو توافق بجزء من احد عشر کہتے ہیں، اور بارہ میں توافق کو بجزء من اثنی عشر۔

فرض کرو کہ ہم آٹھ اور بارہ میں نسبت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو بارہ سے آٹھ کاٹے تو چار رہ گئے، پھر اسی چار کو آٹھ سے کاٹا تو اوپر نیچے چار رہ گئے، تو معلوم ہوا کہ آٹھ اور بارہ میں نسبت توافق بالربع ہے جیسے:

۱۲ ۸
۸ ۴
۴ ۴ ۴

اگر چار اور بارہ میں نسبت معلوم کرنا چاہیں تو بارہ سے چار کاٹیں گے تو آٹھ رہ جائیں گے، پھر آٹھ سے یہی چار کاٹیں گے تو اوپر نیچے چار چار آئے، یعنی: بڑا عدد چھوٹے کے برابر ہو گیا تو معلوم ہوا کہ ان میں نسبتِ تداخل ہے جیسے:

۱۲ ۸
۴ ۴
۸ ۴ ۴

اور اگر پانچ اور نو میں نسبت معلوم کرنا چاہیں تو پانچ سے نو کو کاٹیں گے تو چار رہ جائیں گے، پھر چار سے پانچ کو کاٹیں گے تو ایک رہ جائے گا، پھر چار سے ایک تک یکے بعد دیگرے تین بار کاٹیں گے تو آخر میں اوپر نیچے ایک ایک رہ جائے گا، تو معلوم ہوا کہ پانچ اور نو میں نسبت تباین کی ہے جیسے:

۹ ۵ ۴ ۳ ۲
۵ ۴ ۱ ۱ ۱
۴ ۱ ۳ ۲ ۱ ۱

تصحیح کا بیان

مسائل میراث میں بعض اوقات ایک قسم کے کئی وارث جمع ہو جاتے ہیں، مثلاً: میت نے کئی بیٹیاں، کئی بہنیں، کئی بیویاں، کئی جدات چھوڑیں؛ ایسی صورت میں ہر فریق کو اصل مسئلے سے جو جو حصے ملتے ہیں ان کو جب ہر فریق کے رؤس (افراد فریق) پر تقسیم کرتے ہیں، تو اس تقسیم میں بسا اوقات کسر واقع ہو جاتی ہے، جس سے بچنے کے لیے مخرج میں ایسا عدد تلاش کر کے رکھنا پڑتا ہے کہ اس سے بلا کسر تمام مستحقین کو ان کے حصے مل

سکیں، اس عمل کو تصحیح کہتے ہیں۔ تصحیح کا عمل اس فن کے اہم ترین مسائل میں سے ہے؛ اس لیے طلبہ کو اس کے قواعد سمجھ کر حفظ کرنا نہایت ضروری ہے۔

تصحیح کے معنی صحت اور تندرستی کے ہیں، یہاں تصحیح سے یہ مراد ہے کہ مسئلہ کا مخرج سب سے چھوٹا ایسا عدد مقرر کیا جائے، کہ اس سے سارے مستحقین کو ان کے حصے بلا کسر مل سکیں۔

تصحیح بنانے کے لیے کل سات قاعدے مقرر کیے گئے ہیں، جن میں سے پہلے تین قاعدے رؤس اور سہام کے متعلق ہیں، اور پچھلے چار رؤس اور رؤس کے متعلق؛ جن کی تفصیل ترتیب وار حسب ذیل ہے:

(۱) اگر مسئلے میں ہر فریق کے سہام ان کے رؤس پر بلا کسر تقسیم ہو سکیں، تو مسئلے کو اپنی حالت پر تصحیح شدہ تصور کر کے رہنے دو[۱]۔

(۲) اگر مسئلہ میں صرف ایک ہی فریق پر کسر آتی ہو اور ان کے رؤس اور سہام میں نسبت توافق ہو، تو ان کے رؤس کے وفق کو اصل مسئلے میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب کو تصحیح سمجھو[۲]۔

(۳) اگر مسئلہ میں صرف ایک ہی فریق پر کسر آتی ہو اور ان کے رؤس اور سہام میں تباین ہو، تو کل رؤس کے عدد کو اصل مسئلے میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب کو تصحیح مسئلہ سمجھو[۳]۔

---

(۱) جیسے: مسئلہ ۶ — میت

بنات ۲	ام	اب
۴	۱	۱

اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول کو تصحیح سمجھو، جیسے: مسئلہ ۶ عولہ ۷ — میت

زوج	اخوات عینی ۴
۳	۴

(۲) جیسے: مسئلہ ۶ ۱۸ مضروب ۳ — میت

بنات ۶	ام	اب
۴ / ۱۲	۱ / ۳	۱ / ۳

اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دو، جیسے: مسئلہ ۶ عولہ ۷ ۲۱ مضروب ۳ — میت

زوج	اخوات ۶
۳ / ۹	۴ / ۱۲

(۳) جیسے: مسئلہ ۶ ۱۸ مضروب ۳ — میت

بنات ۳	ام	اب
۴ / ۱۲	۱ / ۳	۱ / ۳

اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دو، جیسے: مسئلہ ۶ عولہ ۷ ۲۱ مضروب ۳ — میت

زوج	اخوات ۳
۳ / ۹	۴ / ۱۲

نوٹ: میراث کے اکثر قواعد میں تداخل کو توافق کے حکم میں شمار کرتے ہیں۔ ۱۲ منہ

(۴) اگر مسئلہ میں دو یا زائد فریق پر کسر آتی ہو اور جن جن فریق پر کسر آتی ہو ان کے اعداد رؤس میں تماثل ہو (یہ تماثل خواہ بالذات ہو، یا بقاعدہ ۲ بعد تعیینِ وفق)، تو ان میں سے کسی ایک عددِ رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ سمجھو[۱]۔

(۵) اگر مسئلہ میں دو یا زائد فریق پر کسر آتی ہو اور جن جن فریق پر کسر آتی ہو ان کے رؤس میں نسبتِ تداخل ہو، تو ان میں جس فریق کا عدد رؤس سب سے زائد ہو اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب کو تصحیح سمجھو[۲]۔

(۶) اگر مسئلہ میں دو یا زائد فریق پر کسر آتی ہو اور جن جن فریق پر کسر آتی ہو ان کے اعداد رؤس میں توافق ہو، تو اس میں تصحیح بنانے کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک فریق کے وفقِ رؤس کو دوسرے کے کل عدد رؤس میں ضرب دو، پھر حاصلِ ضرب اور تیسرے کے عدد رؤس میں بھی اگر توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل عدد میں ضرب دو، اس طرح ہر حاصلِ ضرب اور مابعد فریق کے عدد رؤس میں اگر توافق ہو، تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیتے جاؤ، اور اگر تباین ہو تو ایک کے کل عدد کو دوسرے کے کل میں ضرب دو، اس طرح جملہ اعدادِ رؤس میں جب یہ عمل ختم ہو جائے تو آخری حاصلِ ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب کو تصحیح سمجھو[۳]۔

---

(۱) جیسے: مسئلہ ۶ — ۱۸ — مضروب ۳ — میت

بنات ۶	جدات ۳	اعمام ۳
۴ / ۱۲	۱ / ۳	۱ / ۳

اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دو، جیسے: مسئلہ ۶ — عولہ ۸ — ۲۴ — مضروب ۳ — میت

زوج	جدات ۳	اخوات ۶
۳ / ۹	۱ / ۳	۴ / ۱۲

(۲) جیسے: مسئلہ ۱۲ — ۱۴۴ — مضروب ۱۲ — میت

زوجات ۴	جدات ۳	اعمام ۱۲
۳ / ۳۶	۲ / ۲۴	۷ / ۸۴

اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دو، جیسے: مسئلہ ۶ — عولہ ۸ — ۴۸ — مضروب ۶ — میت

زوج	جدات ۶	اخوات ۳
۳ / ۱۸	۱ / ۶	۴ / ۲۴

(۳) جیسے: مسئلہ ۱۲ — ۴۳۲ — مضروب ۳۶ — میت

زوجات ۴	جدات ۹	اعمام ۶
۳ / ۱۰۸ فی / ۲۷	۲ / ۷۲ فی / ۸	۷ / ۲۵۲ فی / ۴۲

اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دو، جیسے: مسئلہ ۱۲ — عولہ ۱۳ — ۴۶۸ — مضروب ۳۶ — میت

زوجات ۴	اخوات ۹	جدات ۱۲
۳ / ۱۰۸ فی / ۲۷	۸ / ۲۸۸ فی / ۳۲	۲ / ۷۲ فی / ۶

(۷) اگر مسئلہ میں دو یا دو سے زائد فریق پر کسر آتی ہو اور جن جن فریق پر کسر آتی ہو ان کے رؤس میں نسبتِ تباین ہو، تو اس میں تصحیح بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ ایک فریق کے کل اعداد رؤس کو دوسرے کے کل اعداد رؤس میں ضرب دو، پھر اگر حاصلِ ضرب اور تیسرے فریق کے اعداد رؤس میں تباین ہو تو کل حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے کل اعداد رؤس میں ضرب دو، اور اگر توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل عدد میں ضرب دو، یہاں تک کہ جب یہ عمل سب اعداد رؤس میں ختم ہو جائے تو پھر آخری حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دو، اور حاصلِ ضرب کو تصحیح مسئلہ سمجھو (۱)۔

اب یہ امر باقی ہے کہ جب مسئلہ اس عمل سے بڑھے گا تو ہر فریق کے سہام بھی بڑھنے چاہیے، اور پھر ہر فریق کے مجموعہ حصے کو ہر فریق کے افراد پر کس طرح تقسیم کرنا چاہیے، تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس مضروب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا گیا ہے اس کو ہر فریق کے حصہ میں ضرب دیتے جاؤ، تو حاصلِ ضرب اس فریق کا حصہ سمجھو، اور پھر ہر فریق کے اس حصے کو ان کے رؤس پر تقسیم کرتے جاؤ اور حاصل تقسیم کو ہر ہر فرد کا حصہ سمجھتے جاؤ، جیسا کہ حاشیہ پر امثلہ میں اس کی عملی صورت دکھائی گئی ہے۔

تصحیح بنانے کا طریقہ اور اس کی مشق

جب میراث کا کوئی مسئلہ سامنے آئے تو سب سے پہلے سوال پر یہ غور کرو، کہ اس میں ایک قسم کے متعدد وارث موجود ہیں یا نہیں: اگر اس میں ایک قسم کے متعدد وارث موجود نہ ہوں، یا موجود ہوں اور ان کے سہام ان کے رؤس پر بلا کسر برابر

(۱) جیسے: میت مسئلہ ۱۲ — ۷۲۰ — مضروب ۶۰

زوجات ۴	جدات ۳	اعمام ۵
۳	۲	۷
۱۸۰ فی	۱۲۰ فی	۴۲۰ فی
۴۵	۴۰	۸۴

اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دو، جیسے: میت مسئلہ ۱۲ عولہ ۱۳ — ۷۸۰ — مضروب ۶۰

زوجات ۴	اخوات ۳	جدات ۵
۳	۸	۲
۱۸۰ فی	۴۸۰ فی	۱۲۰ فی
۴۵	۱۶۰	۲۴

تقسیم ہو سکتے ہوں تو سمجھ لو کہ اس میں تصحیح بنانے کی ضرورت نہ ہوگی، اور اگر اس میں ایک قسم کے متعدد وارث موجود ہوں اور ان کے سہام ان کے رؤس پر برابر تقسیم نہ ہوتے ہوں، تو اس میں تصحیح بنانے کی ضرورت ہوگی۔ تصحیح کے عمل کے لیے پہلے سلیٹ یا ردی کاغذ پر جواب کا ایک کچا خاکہ تیار کرو، پھر اس کو سوال والے کاغذ پر اتار لو تاکہ جواب کی تحریر جابجا کاٹ چھانٹ کے دھبوں سے صاف رہے۔

تصحیح کا عمل اس طرح شروع کرو کہ پہلے میت کی لمبی لکیر کھینچ کر اس کے نیچے سب سے پہلے اگر زوجین میں سے کوئی موجود ہو تو اس کو لکھو، پھر بقیہ ذوی الفروض، پھر عصبات؛ کہ ہر ایک فریق کو جدا جدا اس طرح لکھو: زوجات، جدات، بنات، بنات الابن، اخواتِ عینیہ، اخوات علاتیہ، اخوۃ واخوات اخیافی، ابناء، ابناء الابن، اخوۃ عینی، اخوۃ علاتی، ابناء الاخ، اعمام، ابناء العم وغیرہ۔

البتہ یہ خیال رکھو کہ اگر ایک ہی فریق کے مذکر ومؤنث وارث جمع ہو جائیں تو لکھنے میں الگ الگ رکھو، مگر حصے دینے میں مذکر کے اعدادِ رؤس کو مضاعف کر کے مؤنث کے اعداد رؤس سے ملا کر مجموعہ کو ایک ہی فریق کے رؤس تصور کرو، مثلاً: میت کے بھائی بہن وارث ہوں تو ان کو اس طرح لکھو: اخوۃ عینی ٦/٣ (٩)۔ اخواتِ عینیہ ٣۔

اس طرح جب کل ورثاء لکھے گئے تو مخارجِ فروض میں مسئلہ بنانے کے جو قواعد پڑھ چکے ہو، ان کے مطابق میت کے سرے پر مسئلے کا عدد لگا کر اس میں سے ہر ایک فریق کا حصہ ان کے نام کے نیچے اس طرح لکھو:

مسئلہ ١٢ عولہ ١٣

میت

زوجات ٢	اخوات ٣	جدات ٨	اعمام
٣	٨	٢	م
٣٦ فی	٩٦ فی	٢٤ فی	
١٨	٣٢	٣	

اب سہام ورؤس، اور رؤس ورؤس میں نسبت معلوم کرنے کی غرض سے ہر ایک

فریق کے عددرؤس اورسہام، اوپر نیچے جداجدااس طرح لکھو: $\frac{۲}{۳}$ $\frac{۳}{۸}$ $\frac{۸}{۲}$ ۴ اورتصحیح کے پہلے تین قواعد کے مطابق پہلے سہام اوررؤس کی نسبت پرغورکرو، کہ جہاں سہام اوررؤس میں تباین ہووہاں کل عددرؤس کو، اور جہاں توافق ہووہاں وفقِ عددرؤس کومحفوظ کرلو، مثلاً: مثال مذکور میں رؤس محفوظہ یہ ہوئے ۲-۳-۴-

اس طریقہ سے جب کل فریقوں کے اعدادرؤس معین ومحفوظ ہوجائیں، تواب ان رؤس کے اعداد میں تصحیح کے پچھلے چار قواعد کے مطابق تصحیح کا عمل شروع کرو، یعنی: اگر کل اعدادرؤس میں نسبت تماثل ہوتو کسی ایک فریق کے عددرؤس کومضروب سمجھ کراس کو اصل مسئلے میں ضرب دو، اوراگران اعدادرؤس میں تداخل ہوتو ان میں جس کا عددِ رؤس سب سے زیادہ ہواس کومضروب سمجھ کراصل مسئلہ میں ضرب دو، اوراگران میں نسبت توافق ہوتو ایک عدد کے وفق کو دوسرے کے کل عدد میں، پھر حاصلِ ضرب اور تیسرے کے عددرؤس میں بھی اگرتوافق ہوتو ان میں سے ایک کے وفق کو دوسرے کے کل عدد میں، اوراگرتباین ہوتو ایک کے کل عدد کو دوسرے کے کل عدد میں ضرب دو، پھر اس حاصل ضرب اور چوتھے کے عددرؤس میں یہی عمل کرو، یہاں تک کہ جب سب اعدادرؤس میں یہ عمل ختم ہوجائے تو آخری حاصلِ ضرب کومضروب قراردے کراس کو اصل مسئلے میں ضرب دو۔

اوراگراعدادرؤس میں تباین ہوتو ایک کے کل عددرؤس کو دوسرے کے کل عدد رؤس میں ضرب دو، پھر حاصلِ ضرب اور تیسرے کے عددرؤس میں بھی اگرتباین ہوتو ایک کے کل عدد کو دوسرے کے کل میں، اوراگرتوافق ہوتو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل عدد میں ضرب دو؛ اس طرح جب سارے اعدادِرؤس میں عملِ ضرب ختم ہوجائے تو پھر اس آخری حاصلِ ضرب کو میت کے آخری سرے پر برائے یادداشت لکھ کراس کو اصل مسئلے میں ضرب دو، اورحاصلِ ضرب کوتصحیح کی نشانی کے اوپر لکھو۔

اب جب کہ مسئلہ بڑھ گیا تو ورثاء کے سہام کو بھی بڑھانا پڑے گا، جس کی ترکیب یہ ہے کہ جس مضروب کو اصل مسئلے میں ضرب دیا گیا ہو اسی کو ہر فریق کے سہام میں ضرب دیتے جاؤ، اور حاصلِ ضرب کو ان کے اصلی حصوں کے نیچے لکھتے جاؤ، اس طریقہ سے جب ہر فریق کے حصے معلوم ہو جائیں تو پھر ہر فریق کے حصے کو ان کے رؤس پر تقسیم کرو، اور حاصل قسمت کو اس فریق کے ہر فرد کا حصہ سمجھو، جس کو ہر فریق کے حصہ کے نیچے (فے) کی نشانی کے ماتحت اس طرح لکھو۔

مسئلہ ۱۲ عولہ ۱۳ ۱۵۶ مضروب ۱۲

میت

زوجات ۲	اخوات ۳	جدات ۴/۸	اعمام ۵
۳	۸	۲	
۳۶	۹۶	۲۴	م
فے	فے	فے	
۱۸	۳۲	۳	

اس عمل کے لکھنے سے جب فارغ ہو جاؤ، تو اس سوال کا مختصر جواب لفظوں میں نیچے اس طرح لکھو۔

صورت مسئولہ میں بعد ادائیگی حقوقِ مقدم علی الارث وعدمِ موانع، مرحوم زید کی کل ملکیت کے ایک سوچھپن حصے کر دیے جائیں: جن میں کل زوجات کو چھتیس اور ہر ایک کو اٹھارہ حصے، اور کل اخوات کو چھیانوے اور ہر ایک کو بتیس حصے، اور کل جدات کو چوبیس اور ہر ایک کو تین تین حصے دے دیے جائیں، اور اعمام کو زید کے ترکہ سے کچھ نہ ملے گا۔ فقط

نیچے اپنے دستخط مع اپنے عہدے اور تاریخ کے لکھ کر جواب سائل کے حوالے کرو۔

تقسیم ترکہ کا بیان

میراث کے متعلق کبھی مبہم سوال کیا جاتا ہے، جس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ورثاء کے اجمالی حصے معلوم ہو جائیں، تو ایسے سوال کے جواب میں مندرجۂ بالا طریقہ سے تصحیح

کر کے مجمل جواب دیا جا سکتا ہے۔

مگر کبھی سوال میں ترکہ بھی پیش کیا جاتا ہے، کہ فلاں شخص گذر گیا ہے جس نے اتنے وارث اور اتنا ترکہ چھوڑا ہے، اس میں سائل کی یہ غرض ہوتی ہے کہ موجودہ ورثاء میں یہ ترکہ تقسیم کر کے ہر وارث کا جدا جدا حصہ تحریر کر کے بتلاؤ، ایسی صورت میں مجیب کے لیے تصحیح بنانے اور پھر تقسیمِ ترکہ کی مضاعف محنت کرنی پڑتی ہے۔

اگر اس قسم کا سوال سامنے آئے تو پہلے مندرجۂ بالا طریقہ سے مسئلے کی پوری تصحیح تیار کرو، پھر ترکہ کی رقم میت کے نام کے ساتھ لکھو اور غور کرو، کہ ترکہ اور تصحیح میں کیا نسبت ہے:

اگر ترکہ اور تصحیح میں نسبتِ تماثل ہو، تو ہر وارث کو تصحیح سے جو جو حصے ملے ہیں ان ہی کو ترکہ سے ان کے حصے تصور کرو[1]۔

اگر ترکہ اور تصحیح میں توافق ہو، تو پہلے یادداشت کے لیے تصحیح کا وفق تصحیح کے اوپر، اور ترکہ کا وفق ترکہ کے اوپر لکھو: اب اگر ہر فریق کا حصہ دریافت کرنا ہو تو اسے جو حصہ تصحیح سے ملا ہے اس کو، اور اگر ہر ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اسے جو حصہ تصحیح سے ملا ہوا اس کو، وفقِ ترکہ میں ضرب دو، اور حاصلِ ضرب کو وفقِ تصحیح پر تقسیم کرو تو جو حاصل قسمت آئے گا وہ ترکہ میں سے اس فریق یا اس وارث کا حصہ ہوگا[2]۔

اگر ترکہ اور تصحیح میں تباین ہو، تو ہر فریق یا ہر وارث کو جو حصہ تصحیح سے ملا ہے اس کو

---

(۱) جیسے: مسئلہ ٦ میت مرحومہ ہندہ دینار ٦

زوج	ام	اب
٣	١	٢

یعنی: اس صورت میں مرحومہ ہندہ کے ترکہ سے زوج کو تین، ماں کو ایک، باپ کو دو دینار ملے۔

(۲) جیسے: مسئلہ ٣ ١٢ فقط ٤ میت زید ترکہ ١٥ دینار فقط ٥

بنت (٢/٨)	بنت	اخ (١/٤)	اخت	اخت
١/٤	١/٤	٢	١	١
٥ دینار	٥ دینار	٢ ٢/٤	١ ١/٤	١ ١/٤

ترکہ اور تصحیح میں توافق بالثلث تھا؛ اس لیے ہر وارث کے حصہ کو وفق ترکہ (۵) میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو وفق تصحیح (۴) پر تقسیم کیا۔

کل ترکہ میں ضرب دو، اور حاصلِ ضرب کو کل تصحیح پر تقسیم کرو تو جو حاصلِ قسمت آئے گا اس کو اس فریق یا وارث کا حصہ سمجھو[۱]۔

کسر کا عمل

اگر ترکہ میں کسر واقع ہو، مثلاً: ترکہ ساڑھے چھ، یا سوا چھ دینار ہو تو ایسی صورت میں سالم رقم، اور پھر تصحیح کو کسر کی ہم جنس بناؤ؛ مثلاً: کسر نصف ہے تو ترکہ کو نصف (۲) میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب کے ساتھ وہ ایک نصف ملا کر مجموعۂ انصاف کو ترکہ کی رقم تصور کرو، اسی طرح تصحیح کو بھی دو میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب کو تصحیح کا عدد تصور کرو، اور اگر کسر ربع ہو تو ترکہ کو چار میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب کے ساتھ وہ ایک ربع ملا کر مجموع ارباع کو رقم کا عدد تصور کرو، پھر تصحیح کو چار میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب کو تصحیح سمجھو؛ اس طور سے جب ترکہ اور تصحیح دونوں کو کسر کی ہم جنس بنالو تو اب ان ہی کو ترکہ اور تصحیح کا عدد تصور کر کے، ان میں جو بھی نسبت پاؤ اس کے موافق مندرجۂ بالا قواعد کا اجراء کرو، یعنی: اگر تصحیح اور ترکہ میں توافق ہو تو ہر وارث کے سہام کو وفق ترکہ میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب کو وفقِ تصحیح پر تقسیم کرو تو جو حاصلِ قسمت آئے گا اسی کو ترکہ سے اس وارث کا حصہ سمجھو[۲]۔

---

(۱) جیسے: میت مسئلہ ۱۲ تصحیح ۳ — زید — ترکہ ۱۳ دینار

بنت	(۲/۸) بنت	اخ (۱/۴)	اخت	اخت
۱/۴	۱/۴	۲	۱	۱
۴ ۴/۱۲ دینار	۴ ۴/۱۲ دینار	۲ ۲/۱۲ دینار	۱ ۱/۱۲ دینار	۱ ۱/۱۲ دینار

ترکہ اور تصحیح میں تباین تھا؛ اس لیے ہر وارث کے حصہ کو کل ترکہ (۱۳) میں ضرب دیا، حاصل ضرب کو کل تصحیح (۱۲) پر تقسیم کیا۔

(۲) جیسے: میت مسئلہ ۶ — ۱۲ فقــ ۴ — مرحومہ ہندہ — ترکہ ساڑھے سات دینار ۷ ۱/۲ — ۱۵ فقــ ۵

زوج	ام	اب
۳	۱	۲
۳ ۳/۴ دینار	۱ ۱/۴ دینار	۲ ۲/۴ دینار

تشریح: ترکہ میں نصف کی کسر تھی تو ترکہ (۷) کو دو میں ضرب دے کر حاصل چودہ ہوئے، جس کے ساتھ وہ ایک کسر ملا کر کل پندرہ ہوئے۔ اسی طرح تصحیح (٦) کو دو میں ضرب دے کر حاصل بارہ ہوئے، بارہ تصحیح اور پندرہ ترکہ میں توافق بالثلث تھا؛ اس لیے تصحیح کا وفق چار اور ترکہ کا پانچ ہوا، اب ہر وارث کے سہام کو وفق ترکہ (۵) میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو وفق تصحیح (۴) پر تقسیم کر کے حاصل قسمت کو ترکہ سے ورثاء کے حصے قرار دیے۔

اور اگر ترکہ اور تصحیح میں نسبتِ تباین ہو تو ہر وارث کے سہام کو کل ترکہ میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب کو کل تصحیح پر تقسیم کرو، تو جو حاصلِ قسمت آئے گا اسی کو ترکہ سے اس وارث کا حصہ سمجھو(۱)۔

غرماء پر تقسیم ترکہ کا بیان

اگر میت کے مال کو اس کے غرماء (قرض خواہوں) میں تقسیم کرنے کے متعلق سوال آئے، تو سب سے پہلے یہ غور کرو کہ میت کا مال مجموع دیون کے مساوی ہے یا کم یا زائد؛ اگر میت کا مال مجموع دیون کے مساوی یا زائد ہو تو اس صورت میں مسئلہ بنانے کی ضرورت ہی نہ ہوگی؛ کیوں کہ ہر قرض خواہ کا حق معلوم ہے، اور میت کا مال تمام دیون کی ادائیگی کے قابل بھی ہے۔

اور اگر ترکہ کم اور مجموع دین زائد ہو تو ایسی صورت میں مسئلہ بنانے کی ضرورت پڑے گی، تاکہ ہر دائن کے دَین کے تناسب سے ادائیگی میں کمی بیشی کا لحاظ رکھا جائے۔

غرماء میں تقسیم ترکہ کی یہ ترکیب ہے کہ ہر غریم کے دَین کو بمنزلۂ سہم ذوی الفروض

➲ اسی طرح توافق بالخمس کی یہ مثال سمجھو۔

میت — مسئلہ ۵ — ۲۰ — فق ۴ — ترکہ سوا چھ دینار — ۶ ۱/۴ — ۲۵ — فق ۵

بنت	بنت	بنت	ابن
۱	۱	۱	۲
۱ ۱/۴ دینار	۱ ۱/۴ دینار	۱ ۱/۴ دینار	۲ ۲/۴ دینار

(۱) جیسے: میت — مسئلہ ۶ — ۲۴ — مرحومہ ہندہ — ترکہ ۶ ۱/۴ — ۲۵

زوج	ام	اب
۳	۱	۲
۳ ۳/۲۴ دینار	۱ ۱/۲۴ دینار	۲ ۲/۲۴ دینار

تشریح: اس مثال میں کسر ربع تھا تو ترکہ کو چار میں ضرب دے کر حاصل چوبیس ہوئے، جس کے ساتھ وہ ربع ملا کر کل پچیس ہوئے۔ اسی طرح تصحیح کو بھی چار میں ضرب دیا تو حاصل ۲۴ ہوئے، پچیس اور چوبیس میں تباین تھا اس لیے ہر وارث کے حصہ کو کل ترکہ (۲۵) میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو کل تصحیح (۲۴) پر تقسیم کیا، اور حاصل قسمت کو ترکہ سے ہر وارث کا حصہ قرار دیا۔

سمجھو، اور مجموع دیون کو بمنزلۂ تصحیح ؛ اب ترکہ اور تصحیح (مجموع دیون) میں جو بھی نسبت ہو اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ورثاء میں تقسیم ترکہ کے جو قواعد اوپر پڑھ چکے ہو ان کے مطابق غرماء میں ترکہ تقسیم کرو(۱)۔

اور اگر ترکہ کی رقم یا غرماء کے دیون میں کسر ہو، تو کسر کے قواعد سے ترکہ اور تصحیح کو بڑھا کر جس طرح ورثاء میں ترکہ تقسیم کرتے ہیں اسی طریقہ سے غرماء میں تقسیم کرو(۲)۔

تخارج کا بیان

بعض اوقات مستحقین ترکہ میں سے ایک یا چند اشخاص دیگر مستحقین کے ساتھ اپنے حصے کے عوض میں کسی عین یا دَین کے لینے پر مصالحت کرکے، بقیہ ترکہ میں سے اپنے استحقاق سے دست بردار ہو جاتے ہیں جس کو "تخارج" کہتے ہیں، تو جب اس قسم کا کوئی دریافت طلب سوال سامنے آئے تو پہلے میت کے نیچے خارج اور غیر خارج جملہ مستحقین کو لکھو، اور مسئلہ بنا کر ہر ایک مستحق کا حصہ اس کے نام کے نیچے لکھو، پھر خارج شدہ مستحق کا حصہ تصحیح سے کاٹ کر بقیہ حصوں کو غیر خارج مستحقین کی تصحیح سمجھو۔

---

(۱) جیسے: مسئلہ ۳۰ — فقـ ۱۰ — توافق بالثلث — میت: مرحوم ساجد ترکہ ۱۲ دینار — فقـ ۴

زید ۳ دینار	احمد ۴ دینار	خالد ۶ دینار	عبداللہ ۹ دینار	حامد ۸ دینار
۱ ۲/۱۰ دینار	۱ ۶/۱۰ دینار	۲ ۴/۱۰ دینار	۳ ۶/۱۰ دینار	۳ ۲/۱۰ دینار

تشریح: مجموعہ دیون (۳۰) کو تصحیح قرار دیا، اور ترکہ (۱۲) اور تصحیح (۳۰) میں توافق بالثلث تھا تو ہر غریم کے دین کو وفق ترکہ (۴) میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو وفق تصحیح (۱۰) پر تقسیم کیا، اور حاصل قسمت کو ہر غریم کا ترکہ سے حصہ تصور کیا۔

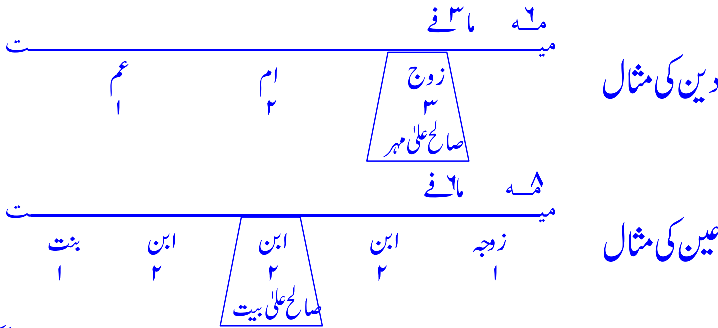
(۲) جیسے: مسئلہ ۱۴ — ۲۸ — تباین — میت: مرحوم زید ترکہ ۶ ۱/۲ دینار ۱۳

کریم ۲ دینار	ندیم ۳ دینار	شریف ۴ دینار	نذیر ۵ دینار
۲۶/۲۸ دینار	۱ ۱۱/۲۸ دینار	۱ ۲۴/۲۸ دینار	۲ ۹/۲۸ دینار

تشریح: اس مثال میں ترکہ ساڑھے چھ دینار تھا؛ اس لیے ترکہ (۶) کو وفق کسر (۲) میں ضرب دینے سے حاصل بارہ ہوئے، ان میں وہ ایک کسر ملا کر کل ترکہ تیرہ قرار پایا۔ اسی طرح مجموع دیون (۱۴) کو دو میں ضرب دینے سے حاصل (۲۸) ہوئے، ترکہ و تصحیح میں تباین کے قاعدے پر عمل جاری کیا گیا۔

مثلاً: عورت گذر گئی اور شوہر، ماں، عم کو وارث چھوڑا، شوہر نے دیگر ورثاء کے ساتھ اپنے حصۂ میراث کے عوض مہر پر مصالحت کر لی، تو پہلے کل مال کے چھ حصے کر کے تین حصے شوہر کو، دو حصے ماں کو اور ایک حصہ عم کو دے دیں گے؛ پھر شوہر کے تین حصے مہر کے عوض مسئلے سے کاٹ کر باقی تین عدد کو بقیہ ورثاء کی تصحیح سمجھو۔

تخارج کی دو مثالیں نیچے لکھی جاتی ہیں، ان کے جوابات اور طریقۂ تحریر پر غور کرو۔



پہلے مسئلہ کے جواب میں یہ عبارت لکھو، کہ مہر کے سوا مرحومہ کی ملکیت بعد ادائیگی حقوق مقدم علی الارث تین حصے کیے جائیں، جس میں سے دو حصے ماں کو، اور ایک حصہ عم کو دیا جائے۔ اور دوسرے مسئلے کے جواب میں یہ لکھو، کہ گھر کے سوا مرحوم کی ملکیت کے چھ حصے کر کے دو دو حصے ہر ایک ابن کو، اور ایک حصہ زوجہ کو، اور ایک بنت کو دیا جائے۔

رد کا بیان

تم پڑھ چکے ہو کہ بعض اوقات مسئلہ کے مخرج (عدد) میں سے ذوی الفروض کو ان کے مقرر حصے دینے کے بعد بھی کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے، جس کا لینے والا عصبات میں سے کوئی مستحق موجود نہیں ہوتا۔

ایسی صورت میں وہ باقی ماندہ حصہ بھی ان ہی ذوی الفروض پر ان کے سہام کے تناسب سے دوبارہ تقسیم کرتے ہیں، جس کو ''رد'' کہتے ہیں۔ مقدمہ میں تم یہ بھی پڑھ چکے

ہو کہ یہ رد ذوی الفروض نسبی پر کیا جاتا ہے، جن کو من یرد علیہم کہتے ہیں؛ ذوی الفروض سببی (زوجین) پر یہ رد نہیں کیا جاتا ہے، جن کو من لا یرد علیہم کہتے ہیں۔ اس تمہید کے بعد اب نیچے رد کے چار اصول لکھے جاتے ہیں، جن کو ذہن نشین کرنے کے بعد تم رد کا ہر ایک مسئلہ آسانی سے بنا سکو گے۔

(۱) اگر مسئلہ میں من لا یرد (زوجین) میں سے کوئی نہ ہو، اور من یرد علیہم کی صرف ایک ہی صنف موجود ہو تو مسئلہ ان کے رؤس سے بناؤ[۱]۔

(۲) اگر مسئلہ میں من لا یرد علیہم (زوجین) میں سے کوئی نہ ہو، اور من یرد علیہم کی متعدد اصناف موجود ہوں تو مسئلہ ان کے سہام سے بناؤ[۲]۔

(۳) اگر مسئلہ میں من لا یرد علیہم (زوجین) میں سے کوئی موجود ہو، اور من یرد علیہم کی صرف ایک ہی صنف موجود ہو تو مسئلہ فرض من لا یرد (احد الزوجین) کے اقل مخارج سے بنا کر، اس میں سے فرض من لا یرد (احد الزوجین) دے دو، اور جو باقی بچے وہ:

(الف) اگر من یرد علیہم کے رؤس پر برابر تقسیم ہو سکتا ہو، تو مسئلے کو تصحیح شدہ تصور کر کے اپنی حالت پر رہنے دو[۳]۔

(ب) اور اگر من لا یرد علیہم کے حصہ سے باقی ماندہ من یرد علیہم کے رؤس پر برابر

---

(۱) جیسے: مسئلہ ۲ — میت

بنت	بنت
۱	۱

مسئلہ ۴ — میت

بنت	بنت	بنت	بنت
۱	۱	۱	۱

ایک ہی صنف کے ورثاء تھے تو مسئلہ رؤس سے بنایا۔

(۲) جیسے: مسئلہ ۶ ردت الی ۳ — میت

اخ لام (۲)	اخت لام	ام
۱	۱	۱

اولاد الام کے سہام ثلث (۲)، ام کا سدس (۱)؛ کل سہام تین ہوئے تو مسئلہ تین کو رد کیا۔

(۳) جیسے: مسئلہ ۴ — میت

زوج	بنت	بنت	بنت
۱	۱	۱	۱

مسئلہ اقل مخرج زوج ۴ سے بنایا، زوج سے باقی ماندہ تین بنات پر برابر تقسیم ہوا، تو مسئلہ بحالہ رہنے دیا۔

تقسیم نہ ہوسکتا ہو، مگر ان کے رؤس اور حصۂ باقی میں نسبت توافق ہو تو ان کے رؤس کے وفق کو اصل مسئلے میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح سمجھو[۱]۔

(ج) اور اگر فرض من لا یرد (احد الزوجین) سے باقی ماندہ اور من یرد علیہم کے رؤس میں تباین ہو، تو من یرد علیہم کے کل عدد رؤس کو اصل مسئلے میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح سمجھو[۲]۔

(۴) اگر مسئلہ میں من لا یرد علیہم (احد الزوجین) کے ساتھ من یرد علیہم کی متعدد اصناف موجود ہوں، تو اس صورت میں بقاعدہ ۲ و ۳/ اس طرح دو مسئلے بناؤ: کہ پہلے بقاعدہ ۳/ اقل مخارج فرض من لا یرد سے مسئلہ بنا کر اس میں سے فرض من لا یرد (احد الزوجین) دے دو، اور بقاعدہ ۲/ من یرد کا الگ مسئلہ بناؤ؛ اور اب غور کرو کہ من لا یرد کے حصے سے جو بچا ہے وہ مسئلہ من یرد پر برابر تقسیم ہوسکتا ہے یا نہیں، اگر برابر تقسیم ہوسکتا ہو تو اسی مخرج من لا یرد کو مخرج فریقین تصور کر کے اسی کو تصحیح سمجھو[۳]۔

اور اگر فرض من لا یرد سے باقی ماندہ، مسئلہ من یرد پر برابر تقسیم نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں مسئلہ من یرد کے کل عدد کو مخرج فرض من لا یرد میں ضرب دے کر حاصلِ

---

(۱) جیسے: مسئلہ ۴ — ۸ — ۲/۶

میت

زوج	بنات	فی
۱/۲		۳/۶
	۲	۱

زوج سے باقی ماندہ (۳) اور رؤس من یرد میں توافق بالثلث تھا، تو ثلثِ رؤس (۲) کو مسئلہ میں ضرب دیا۔

(۲) جیسے: مسئلہ ۴ — ۲۰

میت

زوج	بنات ۵
۱	۳
۵	۱۵ فی ۳

فرض زوج سے باقی ماندہ (۳) اور رؤسِ بنات (۵) میں تباین تھا، لہذا کل رؤس (۵) کو ضرب دیا۔

(۳) جیسے: مسئلہ ۴ مسئلہ من یرد ۶ ردت الیٰ ۳

میت

زوجہ	اخت لام (۲)	اخ لام	ام
۱	۱	۱	۱

فرض زوجہ سے باقی ماندہ (۳) مسئلہ من یرد (۳) پر برابر تقسیم ہونے سے مخرج من لا یرد (۴) کو ہی تصحیح قرار دیا گیا۔

ضرب کو تصحیح فریقین سمجھو[1]۔

اس صورت میں اس تصحیح سے ورثاء کے حصے اس طرح نکالو، کہ من لا یرد (احد الزوجین) کے حصے کو مسئلہ من یرد میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو من لا یرد کا حصہ سمجھ کر اس کے نیچے لکھو، اور من یرد کے ہر ایک وارث کے حصے کو اس باقی ماندہ حصہ میں ضرب دو جو فرض من لا یرد سے بچا تھا، اور حاصل ضرب کو ہر وارث کے نیچے لکھتے جاؤ؛ اور اگر کسی فریق پر کسر آتی ہو تو بقواعد تصحیح اس میں تصحیح کا عمل کرو۔

مقاسمۃ الجد کا بیان

سراجی اور دیگر کتبِ فرائض میں اس عنوان کے ماتحت اس مسئلہ کی تشریح کی گئی ہے کہ اگر میت کے عصبات میں سے صرف جد صحیح موجود ہو، اور اس کے ساتھ میت کے بھائی بہن موجود ہوں تو ایسی صورت میں ترکہ کس طرح تقسیم کرنا چاہیے۔

اس مسئلہ میں صحابہ کی دو جماعتیں ہوگئی ہیں: ایک جماعت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہے جو جد صحیح کی موجودگی میں ہر قسم کے بہن بھائی کو محروم قرار دیتے ہیں، اور سارا مال بہ طور عصبہ کے جد کو دیتے ہیں۔

دوسری زید ابن ثابتؓ کی جماعت ہے جن کا خیال یہ ہے کہ ایسی صورت میں جد کو بہن بھائیوں کے ساتھ ایک بھائی فرض کر کے ترکہ میں سب کو شریک کیا جائے؛ مگر شرکت کی کیفیت میں اس جماعت کے درمیان ایک گونہ اختلاف پایا جاتا ہے؛ چوں کہ

---

(۱) جیسے: مـــ۸ـــہ ۴۰ ۴۸۰ ۶ ردت الی ۵ مضروب ۱۲
میـــــت

زوجتین	بنات ۶	جدات ۴
۱	۴	۱
۵	۲۸	۷
۶۰ فی	۳۳۶ فی	۸۴ فی
۳۰	۵۶	۲۱

زوجتین سے باقی ماندہ (۷) مسئلہ من یرد (۵) پر برابر تقسیم نہ ہونے سے مسئلہ من یرد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا تو چالیس کا مسئلہ ہوا، زوجتین کے حصے کو پانچ میں اور من یرد کے سہام کو سات میں ضرب دیا؛ پھر سہام، رؤس میں کسر آنے سے تصحیح کرنی پڑی۔

ابوبکرؓ کی جماعت میں کبار اور فقہائے صحابہ موجود تھے، نیز ان میں کسی قسم کا اختلاف نہ تھا، برخلاف زید ابن ثابتؓ کی جماعت کے کہ ان میں ایک قسم کا اختلاف تھا؛ اس لیے امام ابوحنیفہؒ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جماعت کو اختیار کرتے ہوئے جدِ صحیح کی موجودگی میں ہر قسم کے بہن بھائیوں کو محجوب قرار دیا ہے؛ اور یہی احناف کا مفتیٰ بہ قول ہے۔

چوں کہ اس مختصر رسالہ میں مبتدی طلبہ کو صرف مفتیٰ بہ قول کے مطابق تقسیم ترکہ کا طریقہ بتانا مقصود ہے؛ اس لیے یہاں اس قدر مضمون ذہن نشین کرلو۔ اختلافیات کے بیان کے لیے بڑی کتابوں میں تشریح آجائے گی۔

مناسخہ کا بیان

''نسخ'' اور ''مناسخہ'' کے معنی ازالہ، تغیر اور نقل کے ہیں۔ یہاں مناسخہ سے یہ مراد ہے کہ وارث کا حصۂ میراث اس کی موت کی وجہ سے اس کے ورثاء کو منتقل ہوجائے۔

اس کی صورت یوں پیش آتی ہے کہ کوئی شخص گذر جاتا ہے اور اس کا ترکہ فوراً تقسیم نہیں کیا جاتا، اور کافی عرصہ گذر جانے کے بعد اس کی نوبت آتی ہے اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ اصلی وارث کلاً یا بعضًا مرچکے ہیں، اور میراث کے ان حصوں کو اپنے ورثاء کے لیے بہ طور وراثت چھوڑ گئے ہیں اس قسم کے مسائل کو مناسخہ کہتے ہیں۔

مناسخہ کے مسائل مجیب کے لیے کئی دشواریوں کا باعث ہوتے ہیں:

اول سوال خود اِس قدر پیچیدہ اور مختلف مسائل کا حامل ہوتا ہے، کہ بہ یک وقت مجیب سے علم فرائض کے سارے قواعد کے اجراء کا طالب ہوتا ہے۔

دوم یہ کہ سائل اپنی لاعلمی کی وجہ سے سوال میں ترتیبِ اموات کو ملحوظ نہیں رکھتا؛ حالانکہ ورثاء میں جس ترتیب سے موتیں واقع ہوں اسی ترتیب سے سوال میں ظاہر کرنا ضروری ہے۔

سوم یہ کہ ہر وارث اپنے مرنے کے وقت جن جن ورثاء کو چھوڑتا ہے ان سب کو سوال میں ظاہر کرنا ضروری ہے؛ مگر بسا اوقات ان میں سے بعض کو سائل نظر انداز کر دیتا ہے، اور جواب مکمل ہونے کے بعد اور بھی وارث نکل آتے ہیں جن کی وجہ سے سارے جواب کو بدلنا پڑتا ہے؛ اِس لیے مجیب کو چاہیے کہ جواب لکھنے سے پہلے ترتیبِ اموات کے متعلق سائل سے پوری تحقیق کر لے، اور ہر وارث کے مرنے کے وقت اس کے جتنے امیدوار وارث موجود ہوں ان سب کو بقید اسماء سوال میں شامل کر لے، اور اس طرح جب سوال تیار ہو کر جواب کے لیے پیش ہو جائے تو حسبِ ذیل طریقہ سے اس کا جواب شروع کرے۔

مناسخہ بنانے کا طریقہ

سب سے پہلے اللہ کا نام لے کر ہوالموفق یا ہوالصواب لکھ کر میت کی لانبی لکیر کھینچ کر، آخری سرے پر اس مورثِ اعلیٰ کا نام لکھو جس کا ترکہ موجودہ ورثاء میں تقسیم کرنے کے لیے پیش کیا گیا ہے، اور نیچے ان ورثاء کو بقید اسماء لکھو جو اس مورثِ اعلیٰ کے مرنے کے وقت موجود تھے: پھر مسئلے کی تصحیح بنا کر اس میں سے ہر ایک وارث کے نیچے اس کا حصہ لکھو، اب میتِ اول کے ورثاء میں سے جو سب سے پہلے مر گیا ہو اس کے لیے نیچے میتِ ثانی کی لانبی لکیر کھینچ کر آخری سرے پر اس کا نام مع مافی الید (میت اول سے حصۂ میراث) لکھو، اور اس کے مرنے کے وقت اس کے جو جو ورثاء موجود تھے ان کو مع ان کے اسماء کے نیچے جدا جدا لکھو، اور اس میت ثانی کی بھی میتِ اول کی طرح تصحیح بنا کر اس میں سے ہر ایک وارث کے نیچے اس کا حصہ لکھو، اب میتِ ثانی کی تصحیح اور مافی الید میں نسبت دیکھو: اگر ان میں نسبت تماثل ہو تو دونوں مسئلوں کو تصحیح شدہ تصور کر کے اپنی حالت پر رہنے دو، اور تیسرے میت کی تصحیح کا عمل شروع کرو، اور اگر تصحیح اور مافی الید میں توافق ہو (تداخل بھی حکمِ توافق میں ہے) تو تصحیح اور مافی الید میں سے ہر ایک کا وفق برائے یادداشت، تصحیح اور مافی الید کے

اوپرلکھ کرمیتِ ثانی کے وفقِ تصحیح کو میتِ اول کی تصحیح میں ضرب دو،اور حاصل ضرب کو تصحیح ہر دو مسئلہ سمجھو،جس سے دونوں مسئلوں کے ورثاء کے حصے اس طرح دو کہ میتِ اول کے ورثاء کو اپنی تصحیح سے جو جو حصے ملے تھے ان کو فرداً فرداً وفقِ تصحیح ثانی میں ضرب دیتے جاؤ،اور حاصل ضرب کو ان کے حصے سمجھ کر ہر ایک کے نام کے نیچے لکھتے جاؤ،اور میتِ ثانی کے ورثاء کو اپنی تصحیح سے جو جو حصے ملے تھے ان کو جدا جدا مافی الید کے وفق میں ضرب دیتے جاؤ،اور حاصل ضرب کو ان کے حصے سمجھ کر ان کے نیچے لکھتے جاؤ۔

اور اگر تصحیح ثانی اور مافی الید میں نسبت تباین ہوتو میت ثانی کی کل تصحیح کو میت اول کی تصحیح میں ضرب دو،اور حاصل ضرب کو دونوں مسئلوں کی ایک ہی مجموعی تصحیح سمجھو،جس سے ہر دو مسئلوں کے ورثاء کے حصے اس طور سے دو کہ میتِ اول کے ورثاء کو ان کی تصحیح سے جو جو حصے ملے تھے ان کو فرداً فرداً کل تصحیح ثانی میں ضرب دیتے جاؤ،اور حاصل ضرب کو ان کے حصے سمجھو،اور میتِ ثانی کے ورثاء کو ان کی تصحیح سے جو جو حصے ملے تھے ان کو جدا جدا کل مافی الید میں ضرب دیتے جاؤ،اور حاصل ضرب کو ان کے حصے سمجھو۔

اب اس تصحیح کو دونوں مسئلوں کی ایک تصحیح اور دونوں مسئلوں کے ورثاء کو ایک میت اور ایک ہی تصحیح کے ورثاء سمجھ کر،آگے تیسرے درجہ پر جو وارث فوت ہو گیا ہو اس کے لیے میت کی تیسری لانبی لکیر کھینچ کر آخری سرے پر اس کا نام اور مافی الید (میت اول،یا دوم، یا دونوں سے حصۂ میراث) لکھ کر نیچے اس کے مرنے کے وقت اس کے جو جو وارث موجود تھے ان کو بقیدِ اسماء جدا جدا لکھو،اور اس تیسرے میت کی بھی تصحیح دوسرے میت کی طرح بنا کر اس میں سے ہر ایک وارث کا حصہ ان کے نیچے لکھ کر تصحیح ثالث اور مافی الید میں نسبت دیکھو:اگر نسبتِ تماثل ہوتو اسی مجموعی سابق تصحیح کو ہر سہ مسائل کی تصحیح سمجھو،اور اگر تداخل یا توافق ہوتو وفقِ تصحیح ثالث کو،اور اگر تباین ہوتو کل تصحیح ثالث کو پہلی مجموعی تصحیح میں ضرب دو،اور حاصل ضرب کو ہر سہ مسائل کی ایک ہی مجموعی تصحیح سمجھ کر تصحیح اول کے اوپر

لکھو، جس میں سے ہر سہ مسائل کے ورثاء کو ان کے حصے اس طور سے دے دو کہ میت اول ودوم کے ورثاء کے حصوں کو توفقِ تصحیح ثالث میں، اور بہ صورتِ تباین کل تصحیح ثالث میں ضرب دیتے جاؤ، اور حاصل ضرب کو ان کے ناموں کے نیچے لکھتے جاؤ، اور میت ثالث کے ورثاء کے حصوں کو وفق مافی الید میں، اور بہ صورت تباین کل مافی الید میں ضرب دیتے جاؤ، اور حاصل ضرب کو ہر ایک کے نیچے لکھتے جاؤ۔

اب اس مجموعۂ تصحیح کو ہر سہ مسائل کی پہلی تصحیح، اور ہر سہ مسائل کے ورثاء کو ایک ہی میت اور ایک ہی تصحیح کے ورثاء تصور کرتے ہوئے، آگے چوتھے درجے پر جو وارث گذرا ہو اس کے لیے میت کی چوتھی لکیر کھینچ کر آخری سرے پر اس کا نام اور مافی الید (میت اول، یا دوم، یا سوم، یا ہر سہ سے حصہ یافتۂ میراث) لکھ کر نیچے اس کے مرنے کے وقت اس کے جو جو وارث موجود تھے ان کو جدا جدا بقید اسماء لکھ کر اس کی تصحیح بناؤ، اور اس میں سے ہر ایک وارث کے حصوں کو ان کے نیچے لکھو، اور پھر حسبِ سابق اس تصحیح رابع اور مافی الید میں نسبت دیکھ کر ان میں جو بھی نسبت پالو اس کے مطابق وہی عمل کرو جو میت دوم اور سوم میں پڑھ چکے ہو۔

اس طرح جب جملہ مردہ ورثاء میں تصحیح کا یہ عمل ختم ہوجائے تو آخری تصحیح کو کل مسائل کی ایک ہی تصحیح، اور کل ورثاء کو اسی ایک مورثِ اعلیٰ کے ورثاء سمجھ کر نیچے الاحیاء کی ایک لانبی لکیر بنا کر اس پر المبلغ کا لفظ اور اس پر آخری تصحیح کا عدد لکھو، اور نیچے جو زندہ ورثاء ہوں ان کو ترتیب وار لکھو، اور ان میں ہر ایک کو اوپر جہاں جہاں وراثت کے حصے ملے ہوں ان سب کو جمع کر کے ہر ایک کے مجموعی حصے ان کے نام کے نیچے لکھو، اس طرح جب سب زندہ ورثاء مع ان کے حصوں کے لکھ چکے تو پھر سب حصوں کو سلیٹ پر جمع کر کے یہ اطمینان حاصل کرو، کہ سب کا مجموعہ ''المبلغ'' آخری تصحیح کے برابر ہے یا نہیں، اگر برابر ہو تو یقین کرو کہ جواب صحیح ہے؛ ورنہ نظر ثانی سے غلطی کا ازالہ کرو۔

اس طرح جب سب کے مجموعہ اور المبلغ کو برابر پالو تو نیچے سب کا خلاصہ لفظوں میں لکھ کر جواب سائل کے حوالہ کرو، مزید توضیح کے لیے نیچے مناسخہ کا ایک سوال پھر اس کا جواب لکھا گیا ہے، اس میں مندرجہ بالا قواعد کے اجراء پر غور کرو۔

سوال

ہندہ نامی عورت گذر گئی، اس نے شوہر عبداللہ، بیٹی زینب اور ماں خدیجہ وارث چھوڑے؛ اس کا ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ ان میں سے عبداللہ گذر گیا، جس نے بیوی فاطمہ، اور ماں زبیدہ، اور باپ خالد کو وارث چھوڑا؛ اس کے بعد ہندہ کی بیٹی زینب گذر گئی، جس نے جدہ خدیجہ، ایک لڑکی رقیہ، دو لڑکے: حامد اور ناصر وارث چھوڑے؛ اس کے بعد خدیجہ گذر گئی، جس نے شوہر صالح، دو بھائی: زاہد و عابد وارث چھوڑے تو مرحومہ ہندہ کا ترکہ مذکورہ ورثاء میں کس طرح تقسیم کیا جائے۔ فقط

ہوالموفق

الجواب

مسئلہ ٤ ١٦ ٣٢ ١٢٨	٦ ردت الی ٤	میت: مرحومہ ہندہ
زوج، عبداللہ	بنت، زینب	ام، خدیجہ
١	٣	١
٤	٩	٣
		٦

مسئلہ ٤	تماثل	میت: مرحوم عبداللہ	مافی الید ٤
زوجہ، فاطمہ	ام، زبیدہ	اب، خالد	
١	١	٢	
٢	٢	٤	
٨	٨	١٦	

مسئلہ ٦ (فق ٢)	توافق بالثلث	میت: مرحومہ زینب	مافی الید ٩ (فق ٣)
جدہ، خدیجہ	بنت، رقیہ	ابن، حامد	ابن، ناصر
١	١	٢	٢
٣	٣	٦	٦
	١٢	٢٤	٢٤

مسـ۲ـلہ ۴ تباین مرحومہ خدیجہ مافی الید ۹

میـــــــــــــــــــــت

زوج، صالح	اخ، زاہد	اخ، عابد
۱	۱	۱
۲	۹	۹
۱۸		

المبـــلغ ۱۲۸

الاحیـــــــــــــــــــــــاء

فاطمہ	زبیدہ	خالد	رقیہ	حامد	ناصر	صالح	زاہد	عابد
۸	۸	۱۶	۱۲	۲۴	۲۴	۱۸	۹	۹

(نیچے مختصر لفظوں میں جواب کا خلاصہ اس طرح لکھو)

مسئولہ صورت میں مرحومہ ہندہ کا ترکہ بعد ادائیگی حقوق مقدم علی الارث وعدم موانع ایک سو اٹھائیس حصے کیے جائیں: جن میں سے فاطمہ کو آٹھ، زبیدہ کو آٹھ، خالد کو سولہ، رقیہ کو بارہ، حامد کو چوبیس، ناصر کو چوبیس، صالح کو اٹھارہ، زاہد کو نو اور عابد کو بھی نو حصے دے دیے جائیں۔ فقط

تشریح: دیکھو اس مسئلہ میں مورثِ اعلیٰ ہندہ تھی جس کا ترکہ موجودہ ورثاء میں تقسیم کرنے کے لیے پیش کیا گیا تھا، تو سب سے پہلے اس کی میت کی لکیر کھینچ کر اوپر اس کا نام، اور نیچے اس کے ورثاء: شوہر، بیٹی، ماں کو بقید اسماء لکھ دیا؛ اب تصحیح کے لیے ورثاء پر غور کیا تو شوہر کا ربع ماں کے سدس کے ساتھ جمع ہو گیا تھا، تو قاعدے سے مسئلہ بارہ سے بننا چاہیے تھا؛ مگر بارہ سے مذکورہ ورثاء کے حصے دے کر پھر بھی کچھ بچتا تھا جس کا لینے والا عصبات میں سے کوئی نہ تھا؛ اس لیے مسئلے کو ردیہ بنانا پڑا، یعنی: پہلے مسئلہ اقل مخارج زوج (۴) سے بنا کر اس میں سے اس کا حصہ ایک دے دیا، اور باقی (۳) کو محفوظ رکھا، پھر مسئلہ من یرد کو بنایا، اور غور کیا تو زوج سے باقی ماندہ مسئلہ من یرد (۴) پر برابر تقسیم نہیں ہوتا تھا: اس لیے مسئلہ من یرد (۴) کو مخرج فرض من لا یرد میں ضرب دیا تو حاصل ضرب سولہ تصحیح ہوئی، جس سے زوج کا حصہ (۱) مسئلہ من یرد (۴) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۴) کو اس کے نیچے لکھا، اور حصہ بنت (۳) کو زوج سے باقی ماندہ (۳) میں ضرب دے کر

حاصل ضرب (۹) اس کے نیچے لکھ دیا، اور اُم کا حصہ (۱) اسی باقی ماندہ (۳) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۳) اس کے نیچے لکھ دیا۔

اس کے بعد دوسرے درجے میں عبداللہ گذر گیا تھا، تو اس کے لیے دوسرے درجے پر میت کی لکیر کھینچ کر آخری سرے پر اس کا نام اور مافی الید (پہلے میت سے اس کا حصۂ میراث ۴) لکھ دیا، اور نیچے اس کے ورثاء: زوجہ، ام، اب بقید اسماء لکھ دیے؛ چوں کہ اس صورت میں ماں کا حصہ، ثلث بعد فرض زوجہ تھا؛ اس لیے مسئلہ اس کے فرض کے اقل مخارج (۴) سے بنا کر اس میں سے زوجہ کا حصہ ($\frac{1}{4}$) دے کر باقی تین رہے، جس کا ثلث (۱) ماں کو، اور باقی (۲) باپ کو عصبیت کی وجہ سے دیا؛ اب تصحیح (۴) اور مافی الید (۴) میں نسبت دیکھی تو نسبت تماثل کی تھی، لہذا دونوں مسئلوں کو تصحیح شدہ تصور کر کے وہی سولہ دونوں کی تصحیح تسلیم کر کے آگے تیسرے درجے کے میت کو لیا، تیسرے درجے پر زینب گذری تھی اس کے لیے تیسرے درجے پر میت کی لکیر بنا کر آخری سرے پر اس کا نام اور مافی الید (۹) لکھ دیا، اور نیچے اس کے ورثاء: جدہ، بنت، ابن، ابن بقید اسماء لکھ دیے جن میں صرف جدہ ذوی الفرض ($\frac{1}{6}$) تھی، لہذا مسئلہ چھ سے بنا کر اس میں سے جدہ کا حصہ ($\frac{1}{6}$) دے کر پانچ باقی بچے؛ چوں کہ یہ باقی بنت اور ابنین کے رؤس (۵) پر برابر تقسیم ہو گئے ہیں، اس لیے اسی چھ کو تصحیح تصور کیا۔

اب تصحیح (٦) اور مافی الید (۹) میں نسبت پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں توافق بالثلث کی نسبت ہے، تو اس تصحیح ثالث کی وفق (۲) کو اوپر بڑی تصحیح (١٦) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۳۲) کو تصحیح تصور کیا، جس سے موجودہ ورثاء کے حصے اس طور سے دے دیے گئے کہ اس تیسرے میت کے ورثاء کے سوا اوپر جتنے ورثاء تھے ان کے حصوں کو وفق تصحیح ثالث (۲) میں جدا جدا ضرب دیتے گئے، اور حاصل ضرب کو ہر ہر وارث کے نیچے لکھتے گئے۔

اور اس تیسرے میت (زینب) کے ورثاء کے حصوں کو وفق مافی الید (۳) میں ضرب دیتے گئے، اور حاصل ضرب کو ہر وارث کے نیچے لکھتے گئے۔

اب چوتھے درجے میں خدیجہ گذر گئی تھی، تو چوتھے درجے پر میت کی لکیر بنا کر اس کے آخری سرے پر اس کا نام اور مافی الید (حصۂ میراث میتِ اول سے چھ سوم سے تین، کل نو ۹) لکھ دیا، اور نیچے اس کے ورثاء: زوج اور اخوین بقید اسماء لکھ دیے؛ چوں کہ ذوی الفرض صرف زوج ہی تھا اس لیے اس کے فرض نصف کے مناسب مسئلہ دو سے بنایا، جس سے اس کا فرض ایک دے کر ایک باقی بچا جو اخوین پر ٹوٹتا تھا، تو ان کے رؤس کے عدد (۲) کو اصل مسئلہ (۲) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۴) کو تصحیح قرار دیا جس سے زوج کو دو، اور ہر ایک بھائی کو ایک ایک حصہ ملا۔

اب اسی چوتھی تصحیح (۴) اور مافی الید (۹) میں نسبت دیکھی تو معلوم ہوا کہ ان میں تباین ہے؛ لہٰذا کل تصحیح رابع (۴) کو اصل مسئلہ (۳۲) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۱۲۸) کو چاروں مسائل کی تصحیح تسلیم کر لی، جس سے موجودہ ورثاء کے حصے اس طور سے دے دیے گئے کہ اس آخری میت کے ورثاء کے سوا اوپر جتنے زندہ ورثاء ہیں ان کے حصوں کو فرداً فرداً کل تصحیح رابع (۴) میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو اس کے نیچے لکھ دیا، اور اس آخری میت کے ورثاء کو جو حصے ان کی تصحیح سے ملے تھے ان کو کل مافی الید (۹) میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ان کے نیچے لکھ دیا، اس طور سے جب اس بڑی تصحیح (۱۲۸) سے سب ورثاء کو حصے دے چکے تو آخر میں الاحیاء، المبلغ ۱۲۸ کی لکیر کے نیچے کل زندہ ورثاء کو ان کے مجموع حصوں کے ساتھ لکھ کر نیچے مختصر لفظوں میں جواب کا خلاصہ لکھ کر جواب کو ختم کیا۔

ذوی الارحام کا بیان

علم فرائض کے ضروری اور کثیر الوقوع مسائل، نیز بقدرِ ضرورت ذوی الارحام کے حالات تم پڑھ چکے؛ مگر اس کتاب کے لکھنے کی غرض یہ تھی کہ اس میں ہر اُس مضمون کو

کامل طور سے اختصار وجامعیت کے ساتھ طلبہ کے سامنے پیش کیا جائے جو اس علم سے تعلق رکھتا ہو؛اس لیے ذوی الارحام کے متعلق بقیہ قواعد اوران کی توریث کا عملی طریقہ اب بیان کیا جاتا ہے،اور مبتدیوں کی ذہنی کمزوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اختلاف مذاہب اور دلائل جانبین چھوڑ کر، ہر مبحث میں صرف وہی طریقہ اور حکم بیان کیا جاتا ہے جو احناف میں مفتیٰ بہ اور معمول ہے۔

ذوی الارحام میت کے ان رشتہ داروں کو کہتے ہیں جو نہ عصبہ ہوں،اور نہ ذوی الفروض۔

یہ لوگ عصبات اور ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں عصبات کی طرح بتفصیل ذیل کل ترکہ کے حق دار ہوتے ہیں،اور استحقاقِ ارث کے اعتبار سے عصبات کی طرح ترتیب وار چار اصناف پر منقسم ہیں:

صنف اول کے ذوی الارحام وہ ہیں جو میت کی طرف منسوب کیے جاتے ہوں، جیسے: بیٹی، پوتی کی اولاد۔

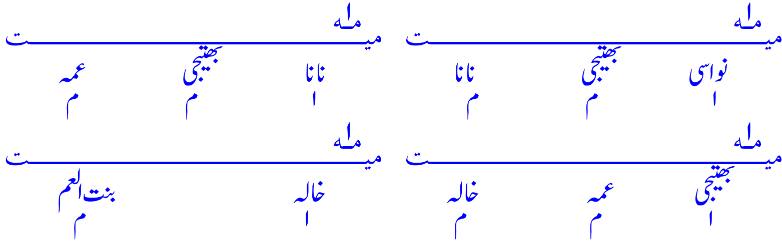
صنف دوم کے ذوی الارحام وہ ہیں جن کی طرف میت منسوب کیا جاتا ہو، جیسے: اجداد فاسدہ وجدات فاسدات۔

صنف سوم کے ذوی الارحام وہ ہیں جو میت کے والدین کی طرف منسوب کیے جاتے ہوں، جیسے: بھتیجیاں، بھانجے، بھانجیاں اور ان کی اولاد۔

صنف چہارم کے ذوی الارحام وہ ہیں جو میت کی جدات واجداد کی طرف منسوب کیے جاتے ہوں: جیسے: عمہ، عم لام، خالہ، ماموں اور ان کی اولاد۔

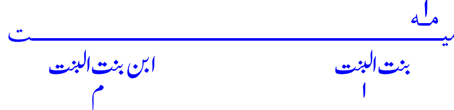
اگر میراث کے سوال میں صرف یہی ذوی الارحام موجود ہوں تو حسب ذیل قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواب لکھا کرو۔

اگر مسئلہ میں مذکورہ کل اصناف کے ذوی الارحام موجود ہوں تو صرف صنف اول کو وارث بناؤ، اگر وہ نہ ہوں تو پھر صنفِ دوم کو، اگر وہ نہ ہوں تو پھر سوم کو، اگر وہ بھی نہ ہوں تو پھر صنف چہارم کو جیسے:

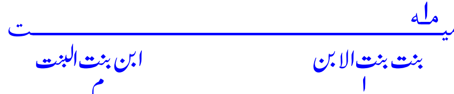


صنف اول کا بیان

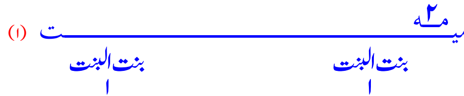
(۱) اگر مسئلہ میں صرف صنفِ اول کے چند ذوی الارحام ہوں تو ان میں جو سب سے اقرب الی المیت ہو اسی کو وارث بناؤ، جیسے:



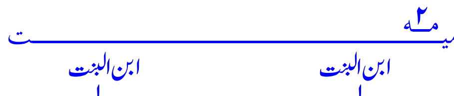
(۲) اگر مسئلہ میں صنفِ اول کے ایک ہی درجہ کے چند ذوی الارحام ہوں تو ان میں ولد وارث کو وارث بناؤ، ولد ذوی الارحام کو نہیں، جیسے:



(۳) وہ ہر حیثیت سے متحد ہوں، مثلاً: صنف اول کے ایک ہی درجے کے سب ولد الوارث یا سب ولد ذوی الارحام ہوں تو پھر یہ غور کرو کہ اگر سب کے اصول وفروع صفت ذکورت وانوثت میں متفق ہوں، تو سب میں مساوی طریقہ سے ترکہ تقسیم کرو، جیسے:

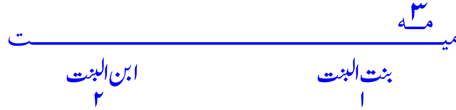


یا جیسے:

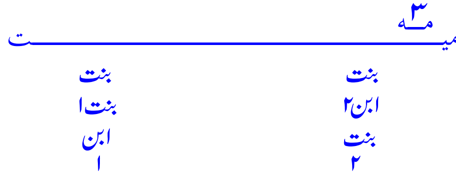


(۱) مثال میں ایک بنت بڑھایئے تو سب ولد ذوی الارحام ہو جائیں گے۔ منہ ۱۲۔

(۴) اگر مسئلہ میں یہ ذوی الارحام صفتِ ذکورت وانوثت کے اعتبار سے تو خود مختلف ہوں؛ مگر اصول میں متحد ہوں تو ان کو "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" کے طریقے سے وارث بناؤ، جیسے:



(۵) اگر مسئلہ میں ان ذوی الارحام کے اصول میں صرف کسی ایک ہی بطن میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہو، تو اُسی بطن میں "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" کے طریقہ سے ترکہ تقسیم کرو، پھر ان میں سے ہر ایک کا حصہ اس کے فرع کو دے دو، جیسے:



(۶) اگر مسئلہ میں اصول کے کئی بطون میں صفتِ ذکورت وانوثت کا اختلاف موجود ہو تو بقول مفتیٰ بہ ان کی توریث کا طریقہ یہ ہے، کہ اصول کے سب سے اول اختلافی بطن پر "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" کے طریقہ سے ترکہ اس طور سے تقسیم کرو، کہ ذکور کی الگ جماعت بنا کر ان کا مجموعہ حصہ ان کو دو، اور اناث کی الگ جماعت تصور کر کے ان کا مجموعہ حصہ ان کو دو، پھر ہر ایک کے فروع پر جدا جدا یہ غور کرو کہ ان میں بھی ذکورت وانوثت کا اختلاف پایا جاتا ہے یا از اول تا آخر اس صفت میں سب متفق ہیں: اگر ذکور کی جماعت تا آخر صفتِ ذکورت میں اور اناث کی جماعت تا آخر صفتِ انوثت میں متفق ہو، تو اس صورت میں ہر ایک کے اصول کے حصے ان کے فروع میں مساوی حیثیت سے تقسیم کرو۔

اور اگر اس ابتدائی اختلاف کے بعد ہر ایک جماعت (ذکور واناث) میں بھی اختلاف موجود ہو، تو ہر ایک کی جماعت کی فروع پر جدا جدا اس طور سے غور کرو، کہ اس

ابتدائی اختلافی بطن کے بعد جس بطن میں اختلاف نہ ہو اس بطن کو کالعدم قرار دیتے جاؤ، اور جہاں سب سے پہلے اختلافی بطن آئے تو اس جماعت کا وہ مجموعی مشترکہ حصہ اس اختلافی بطن پر "لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْن" کے طریقے سے تقسیم کرکے ان میں بھی دو جماعتیں: ایک ذکور، اور ایک اناث کی بناؤ؛ پھر ان میں بھی ہر ایک جماعت کی فروع پر یہ غور کرو کہ اگر ان میں تا آخر اختلاف نہ ہو تو ان میں اصول کے حصے ان کے فروع کو دے دو، اور اگر ان میں بھی اختلاف موجود ہو تو سب سے پہلے اختلافی بطن پر اصول کا وہ مشترکہ حصہ "لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْن" کے طریقہ سے تقسیم کرو، اس طور سے ہر جماعت کا مشترکہ حصہ ان کے انتہائی فروع تک جدا جدا تقسیم کرتے جاؤ، یہاں تک کہ اس عمل سے آخری فروع تک خود بخود ان کے حصے اوپر سے اتر کر نیچے آجائیں گے، اس تقسیم میں اگر کسی فریق پر کسر آئے تو بقواعدِ تصحیح، اس میں تصحیح کا بھی عمل کرو۔

اس مضمون کی مزید تشریح کے لیے نیچے ذوی الارحام کے ایک مسئلے کا نقشہ دیا گیا ہے، اس میں مختلف طور پر چھ بطون کے بارہ ذوی الارحام دکھائے گئے ہیں جن کے اصول وفروع دونوں میں جابجا ذکورت وانوثت کا اختلاف دکھایا گیا ہے، اس کی عملی تصحیح پر غور کرو۔

	میت ۱۵/ہ			۶۰								مضروب ۴
بطن اول	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن
					۹/۳۶						۶/۲۴	
بطن دوم	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
بطن سوم	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن
		۱۸				۱۸					۱۲	۱۲
بطن چہارم	ابن	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
	۹	۹			۱۲			۶				
بطن پنجم	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت
				۶		۶		۳	۳	۴	۸	
بطن ششم	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت
موجودہ ورثاء کے حصے	۹	۳	۶	۶	۲	۴	۱	۲	۳	۴	۸	۱۲

دیکھئے اس کے پہلے ہی بطن میں تین ذکور، نو اناث کا اختلاف شروع ہوا ہے تو ہم نے یہیں سے ترکہ کی تقسیم اس طور سے شروع کی، کہ تین ذکور کے چھ رؤس فرض کر کے ان کو نو اناث سے ملا دیا تو کل پندرہ رؤس ہوئے؛ لہٰذا مسئلہ پندرہ سے بنا کر اس میں سے چھ جماعتِ ذکور کے نیچے، اور نو جماعت اناث کے نیچے لکھ دیے۔

اب فروع کی حالت پر غور کرنے کے لیے سب سے پہلے جماعتِ اناث کو لیا، ان کے فروع کے دوسرے بطن میں کچھ اختلافِ ذکورت وانوثت نہ تھا اس لیے اس بطن کو کالعدم قرار دے کر تیسرے بطن کو دیکھا؛ اس میں تین ذکور، چھ اناث کا اختلاف پایا؛ تین ذکور کے چھ فرض رؤس کو چھ اناث سے ملا کر کل بارہ رؤس ہوئے جن پر ان کے اصول کے وہ نو حصے برابر تقسیم نہیں ہو سکتے تھے؛ مگر رؤس (۱۲) اور سہام (۹) میں نسبت توافق بالثلث کی تھی لہٰذا وفق رؤس، ($\frac{۴}{۱۲}$) یعنی: چار کو اصل مسئلہ (۱۵) میں ضرب دے کر حاصل ضرب ساٹھ کی تصحیح ہوئی، جس میں سے بقاعدۂ تصحیح جماعت اناث کو (ان کے سہام ۹ کو مضروب ۴ میں ضرب دینے سے) چھتیس حصے ملے، جو ان کے اِن بارہ فروع پر تقسیم کرنے سے نصف (۱۸) جماعت ذکور، اور نصف (۱۸) جماعت اناث کو ملے: پھر ان میں ہر سہ ذکور کے فروع پر غور کیا تو ان کے فروع کے بطن چہارم میں ایک مذکر دو اناث کا اختلاف پایا؛ لہٰذا اصول (ہر سہ ذکور) کا وہ مشترکہ حصہ (۱۸) ان میں "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" کے طریقہ سے تقسیم کیا تو اس کا نصف (۹) ایک مذکر کو دیا جو اس کے اخیری بطنِ ششم کی فرع (بنت) کو ملا اور نصف (۹) بنتین کا مجموعی حصہ ہوا، ان بنتین کے بطن پنجم کی فرع میں اختلاف نہ تھا اس لیے اس بطن کو کالعدم قرار دیا اور آگے بطنِ ششم کی فرع میں ایک مذکر ایک مؤنث کا اختلاف پایا تو بنتین کا وہ مشترکہ حصہ (۹) "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" کے طریقہ سے تقسیم کر کے چھ مذکر، تین مؤنث کے حصہ میں آئے۔

پھر بطنِ سوم میں تین ابناء کے مقابل جو چھ بنات والی جماعت تھی اس پر غور شروع

کیا،اس کے فروع کےبطن چہارم میں تین ذکور تین اناث کا اختلاف پایا جن کے مجموع رؤس نو ہوئے،توان کے اصول (چھ بنات) کا مشترکہ حصہ (۱۸)"لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" کے طریقے سے ان پر تقسیم کر کے بارہ جماعتِ ذکوراور چھ جماعتِ اناث کو ملے، پھر ہرسہ جماعتِ ذکور کے بطن پنجم کی فروع میں ایک مذکر دواناث کا اختلاف پایا؛لہذا جماعتِ ذکور کا وہ مشترکہ حصہ (۱۲)ان میں"لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" کے طریقے سے تقسیم کر کے نصف (٦) مذکر کو ملا جواس کےبطنِ ششم والی فرع (بنت) کے نیچے اتار کر لکھ دیا۔

اور نصف (٦) بنتین کو ملے تھے وہ ان کے بطنِ ششم کی فرع میں ایک مذکر اور ایک مؤنث کے اختلاف کی وجہ سے چار مذکر اور دو مؤنث کو دے دیے، پھر اسی بطن چہارم میں تین ابناء کے مقابل والی تین مؤنث کی جماعت کو لیا،تو ان کے بطن پنجم کی فروع میں ایک مذکر دو مؤنث کا اختلاف پایا؛لہذاِان ہرسہ مؤنث کا وہ مشترکہ حصہ (٦) ان میں تقسیم کیا،تو نصف (۳) مذکر کو دیا جواس کے بطن ششم والی فرع بنت کو دے دیا اور نصف (۳) بنتین کو دیا جوان کےبطنِ ششم کی فرع میں مذکر ومؤنث کے اختلاف کی وجہ سے دو مذکر کے اور ایک مؤنث کے حصہ میں آیا۔

اب بطن اول کی تین مذکر والی جماعت پر غور کیا،ان کو اصل مسئلے (۱۵) سے چھ ملے تھے؛مگراناث میں کسر آنے کی وجہ سے اصل مسئلہ کو چار میں ضرب دے کر ساٹھ کی تصحیح تسلیم کی گئی تھی تو اسی مضروب (۴) کو اس جماعتِ ذکور کے حصے (٦) میں ضرب دے کر ان کا مجموعی مشترکہ حصہ چوبیس کا ہوا،اب ان کے فروع کےبطنِ دوم میں اختلاف نہ ہونے سے اس کو چھوڑ کر آگے تیسرےبطن کو دیکھا تو اس میں ایک مذکر دو مؤنث کا اختلاف پایا،جن کے رؤس چار ہوئے؛لہذا ان کے اصول کے وہ چوبیس حصے ان میں "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" کے طریقہ سے تقسیم کر کے نصف (۱۲) مذکر کو ملے جواس کے فروع کے آخری بطن ششم والی بنت کے حصہ میں آئے اور نصف (۱۲) دو بنتین کو

ملے، بنتین کے فروع کے بطن چہارم میں اختلاف نہ تھا لہذا اس کو کالعدم تصور کر کے بطن پنجم کو دیکھا، اس میں ایک مذکر ایک مؤنث کا اختلاف پایا؛ اس لیے ان کے اصول کا وہ مشترکہ حصہ (١٢) ان میں تقسیم کر کے آٹھ مذکر اور چار مؤنث کے حصے میں آئے جو ہر ایک کے بطنِ ششم والی فرع (بنت) کو دے دیے۔

(٧) اگر مسئلہ میں اصول کی متعدد فروع ہوں تو ان میں جب اول اختلافی بطن پر ترکہ تقسیم کرنا ہو، تو وہاں اس امر کا لحاظ رکھو کہ اصول کی صفت ذکورت وانوثت کو قائم رکھتے ہوئے تعداد کے اعتبار سے ان کو فروع کی تعداد کے مطابق رکھو، مثلاً: اصول میں ایک ابن ایک بنت ہو اور ابن کی دو بنت اور بنت کے دو ابن ہوں؛ تقسیم ترکہ کے وقت ایک ابن کو دو ابن اور ایک بنت کو دو بنت تصور کر کے ان میں ترکہ تقسیم کرو جیسے:

مسئلہ ٧ ٢٨ مضروب ٤

میت

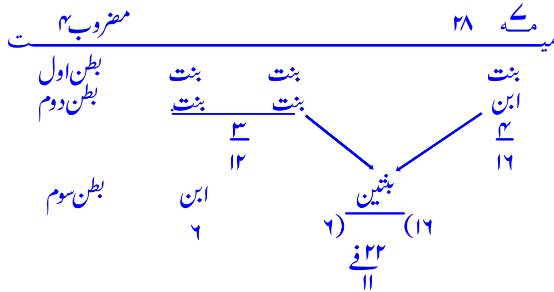
بنت	بنت	ابن.	بطن اول
٣		٤	
١٢		١٦	
بنت	ابن	بنت	بطن دوم
٦	٦		
ابنین	بنت	بنتین	بطن سوم
٦ فی		١٦ فی	
٣	٦	٨	

دیکھئے اس مثال کے بطنِ اول ہی میں ایک مذکر دو مؤنث کا اختلاف موجود تھا، تو ابنین (فرع) کی نانی کو دو نانی، اور بنت کی دادی کو ایک دادی، اور بنتین کے نانا کو دو نانا فرض کیا جس سے مجموع رؤس سات ہو گئے؛ چناں چہ مسئلہ سات سے بنایا، اس میں سے چار بطن اول کے ابن کو، اور تین ہر دو بنات کا مشترکہ حصہ مقرر کیا۔

اب ان کے فروع کے بطن دوم میں اختلافِ ذکورت وانوثت موجود تھا جن میں ابن اپنے ایک فرع کی وجہ سے ایک ہی ابن رہا؛ مگر بنت اپنے دو فرع (ابنین) کی وجہ سے دو بنت ہو گئی، دو بنت ایک ابن کے چار رؤس ہوئے جن پر ان کے اصول کے

سہام (۳) برابر تقسیم نہ ہوسکے اور سہام اور رؤس ۳ و۴ میں تباین تھا؛لہٰذا کل رؤس (۴) کو اصل مسئلہ (۷) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۲۸) کو تصحیح تسلیم کیا،جس میں سے ان دوفرضی بنت اور ایک ابن کے حصے اس طور سے ملے کہ ان کے اصول کے اس مشترکہ سہام (۳) کو اس مضروب (۴) میں ضرب دے کر حاصل ضرب بارہ ہوئے،جن میں نصف (۶) ایک ابن،اور نصف (۶) دوفرضی بنت کو ملے ؛ پھر ابن کا حصہ (۶) اتار کر اس کی فرع بنت کو دیا،اور فرضی دو بنت کا حصہ (۶) اس کے فرع ابنین کو دیا: جو فی ابن کے حصہ میں تین تین آئے ؛ پھر بطن اول کے ابن (فرضی دونانا) کے سہام (۴) کو اسی مضروب (۴) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۱۶) ہوئے،جو اس کے بطن سوم والی فرع (بنتین) میں تقسیم ہوکر ایک بنت کو آٹھ آٹھ ملے۔

(۸) ذوی الارحام کی توریث میں جس طرح کہ اصول میں فروع کی تعداد کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے اسی طرح جہات کا بھی لحاظ رکھنا پڑے گا،یعنی: جب کوئی وارث میت سے دو جہت سے قرابت رکھتا ہو وہاں جب اصول کے پہلے اختلافی بطن پر ترکہ تقسیم کرنا ہو،تو اس میں اس وارث کی ہر دو قرابتوں کا لحاظ رکھنا پڑے گا،جیسے:



دیکھئے اس مسئلہ کے بطن دوم میں ذکورت وانوثت کا اختلاف تھا،ابن دو بنت کا باپ ہونے سے دو ابن،اور بنت دو بنت کی ماں ہونے سے دو بنت ہوئیں،اور دوسری بنت ایک فرع کی وجہ سے ایک ہی بنت تصور کی گئی۔اب یہ کل سات رؤس ہوئے تو مسئلہ

سات سے بنا کر چار ابن (فرضی دو) کو دیے اور تین ہر دو بنات کا مشترکہ حصہ فرض کیا، اب ان ہر دو بنات کے فروع میں دو بنت ایک ابن کا اختلاف تھا، تو بنتین کا وہ مجموعہ (۳) ان پر تقسیم کرنے لگے تو دو بنت اور ایک ابن کے رؤس چار تھے جن پر اصول کے وہ تین حصے برابر تقسیم نہیں ہو سکتے تھے اور سہام (۳) اور رؤس (۴) میں تباین تھا اس لیے رؤس کے کل عدد (۴) کو اصل مسئلے (۷) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۲۸) کو تصحیح قرار دیا؛ اب اس تصحیح سے مذکور ورثاء کو حصے اس طور سے تقسیم کیے کہ ایک ابن (فرضی دو ابن) کے چار سہام کو اس مضروب (۴) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۱۶) اس کا حصہ ہوا جو اس کی فرع بنتین کو ملا اور دو بنت کے مشترکہ حصے (۳) کو اس مضروب (۴) میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب (۱۲) کو ان کا مشترکہ حصہ تصور کیا، جس میں سے نصف (۶) ایک بنت کے فرع ابن کو اور نصف (۶) دوسری بنت کی فرع بنتین کو دیا گیا۔ اب جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ مرحوم کی ملکیت کے اٹھائیس حصے کر دیے جائیں، جس سے چھ حصے ایک بیٹی کے نواسے کو ملیں گے اور بائیس حصے ان دو لڑکیوں کو کہ میت کی ایک لڑکی کی پوتیاں اور دوسری کی نواسیاں ہیں۔

صنف دوم کا بیان

ذوی الارحام کی دوسری صنف (اصول میت) کی توریث کے متعلق مندرجۂ ذیل امور کو ملحوظ رکھو۔

(۱) ان میں سب سے پہلے یہ غور کرو کہ میت کی طرف قرب و بعد میں سب برابر ہیں یا ان میں کوئی قریب اور کوئی بعید ہے، اگر ان میں بعض میت سے قریب اور بعض بعید ہوں تو قریب کو وارث بناؤ بعید کو نہیں، خواہ قرابت پدری والے ہوں خواہ مادری والے[1]۔

---

(۱) جیسے: مسئلہ

میت

ام	ام
اب	ام
ا	اب
	م

میت کا نانا، ماں کے نانا سے قریب تھا۔

(۲) اگر درجۂ قرب وبعد میں سب برابر ہوں تو پھر جہت قرابتِ پدری و مادری پر غور کرو کہ اس جہت کے اعتبار سے سب متحد ہیں یا مختلف، اگر اس جہت میں مختلف ہوں توجہتِ پدری کوجہتِ مادری کا دوگنا دو، یعنی: جہتِ پدری کو ثلثان اور مادری کو ثلث دو، پھر ہر ایک کا حصہ ان کے فروع میں صنفِ اول کی طرح تقسیم کرو(۱)۔

(۳) اگر درجۂ قرب وجہتِ قرابت میں سب متحد ہوں تو پھر یہ خیال کرو کہ میت اور وارثوں کے درمیان جتنے واسطے پڑتے ہیں ان میں صفت ذکورت وانوثت کا اختلاف پایا جاتا ہے یا نہیں، اگر ان میں یہ اختلاف نہ ہو تو فروع(۲) کے ابدان کے لحاظ سے ان میں ترکہ تقسیم کرو، یعنی: مذکر کو مؤنث کا دوگنا حصہ دو(۳)۔

اور اگر درمیانی واسطے صفت ذکورت وانوثت میں مختلف ہوں تو اعلیٰ اختلافی بطن پر ترکہ تقسیم کرکے ہر ایک فریق کا حصہ اس کے فروع کی طرف منتقل کرو جس طرح کہ قسم اول میں پڑھ چکے ہو(۴)۔

---

(۱) جیسے: مسئلہ ۳ — جہت پدری کو دو، اور مادری کو ایک دیا۔

میت	
اب	ام
ام	ام
اب	اب
۲	۱

(۲) یہاں لکھنے کے اعتبار سے اصول وفروع لکھے گئے ہیں؛ ورنہ درحقیقت یہ اصول فروع، اور فروع اصول ہیں۔ ۱۲ منہ۔

(۳) جیسے: مسئلہ ۳ — صرف فروع مختلف تھے، تو مذکر کو مؤنث کا دوگنا دیا۔

میت	
ام	ام
اب	اب
اب	ام
۲	۱

(۴) جیسے: مسئلہ ۳ — اصول کے حصے فروع کو دیے گئے۔

میت	
ام	ام
اب ۲	ام ۱
ام	اب
۲	۱

صنف سوم کا بیان

ذوی الارحام کی تیسری صنف وہ ہیں جو میت کے والدین کی طرف منسوب کیے جاتے ہوں، جیسے: عینی اور علاتی بھائیوں کی لڑکیاں اور ان کی اولاد، عینی علاتی بہنوں اور اخیافی بہن بھائیوں کی ہر قسم کی اولاد، جن کو انضباطِ قواعد کے لحاظ سے تین فریق سمجھو: بنی الاعیان، بنی العلات، بنی الاخیاف۔ جن کے حالات توریث صنف اول کی طرح بتفصیل ذیل ہیں:

(۱) یعنی ان میں بھی سب سے پہلے اسی کو وارث بنایا جائے جو میت سے سب سے زیادہ قریب ہو(۱)۔

(۲) اگر میت سے سب کا درجۂ قرب برابر ہو تو پھر ولد وارث کو ولد ذی رحم پر ترجیح دی جائے(۲)۔

(۳) اگر درجۂ قرب اور ولدیت وارث میں سب برابر ہوں تو قوت قرابت کو ترجیح دی جائے(۳)۔

---

(۱) جیسے: مسئلہ میت

اخت	اخ
بنت	بنت
ا	ابن
	م

بنت الاخت قریب تھی تو وارث ہوئی۔

(۲) جیسے: مسئلہ میت

اخ	اخت
ابن	بنت
بنت	ابن
ا	م

اخ کی پوتی ولد وارث ہونے سے وارث ہوئی۔

(۳) جیسے: مسئلہ میت

اخ عینی	اخ علاتی	اخ اخیافی
ابن	ابن	ابن
بنت	بنت	بنت
ا	م	م

علاتی کی پوتی میں قوت کی کمی، اور اخیافی کی پوتی میں عدم ولدیتِ وارث موجبِ حرمان ہوئے۔

(۴) اگر مسئلہ میں ایک ہی درجے کے صرف قرابت مادری (بنی الاخیاف) والے ذوی الارحام جمع ہوں، تو ترکہ سے سب کو مساوی حصے دیے جائیں، خواہ اصول یا فروع صفت ذکورت وانوثت میں متحد ہوں یا مختلف[۱]۔

(۵) اگر ایک درجے کے سب بنی الاعیان یا سب بنی العلات سے ہوں اور صفتِ ذکورت وانوثت کے اعتبار سے ان کے اصول وفروع سب متحد ہوں تو ان میں بھی ترکہ مساوی حیثیت سے تقسیم کیا جائے[۲]۔

(۶) اگر وہ ایک ہی درجہ کے صرف بنی الاعیان یا صرف بنی العلات سے ہوں اور صفت ذکورت وانوثت میں اصول متفق اور فروع مختلف ہوں، تو ان میں ترکہ "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْن" کے طریقے سے تقسیم کیا جائے[۳]۔

(۷) اگر وہ ایک ہی درجے کے صرف بنی الاعیان یا صرف بنی العلات سے ہوں اور اصول صفت ذکورت وانوثت میں مختلف ہوں، تو پھر فروع متحد ہوں یا مختلف بہر حال ترکہ اصول کے اول اختلافی بطن پر تقسیم کیا جائے، پھر ہر اصل کا حصہ اس کے فرع کو دیا جائے[۴]۔

---

(۱) جیسے: مسئلہ ۲ — میت

اخ لام	اخت لام
ابن	بنت
۱	۱

مادری رشتہ میں مذکر ومؤنث برابر ہے۔

(۲) جیسے: مسئلہ ۲ — میت

اخت عینی یا علاتی	اخت عینی یا علاتی
بنت	بنت
۱	۱

ہر حیثیت سے مساوی تھے تو توریث میں مساوی رہے۔

(۳) جیسے: مسئلہ ۳ — میت

اخت عینی یا علاتی	اخت عینی یا علاتی
ابن	بنت
۲	۱

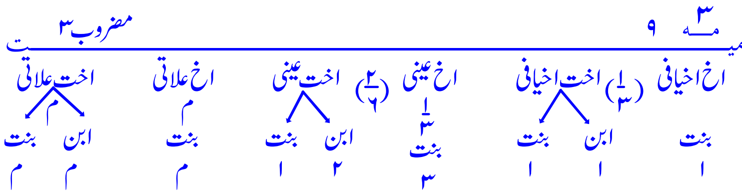
اصل متفق، فرع مختلف ہے تو ذاتی قابلیت سے وارث ہوئے۔

(۴) جیسے: مسئلہ ۳ — میت

اخ عینی یا علاتی	اخت عینی یا علاتی
بنت	ابن
۲	۱

اصل کے حصے فرع کو دیے۔

(۸) اگر یہ ذوی الارحام بنی الاعیان، بنی العلات و بنی الاخیاف ہر سہ یا دو دو فریق سے مختلط ہوں، تو ان میں بقول امام محمدؒ (مفتی بہ) تقسیم ترکہ کا یہ طریقہ ہے کہ سب سے پہلے ان کے اصول پر ترکہ اس طور سے تقسیم کیا جائے کہ اصول کو اپنی صفتِ ذکورت وانوثت کے ساتھ محفوظ رکھتے ہوئے فروع کی جہت وتعداد کا بھی ان میں لحاظ رکھا جائے؛ یعنی: اگر ایک اصل کے دو فرع ہوں تو اصل بھی بجائے ایک کے دو تسلیم کیے جائیں، اور اگر ایک فرع کے دو اصل ہوں تو ہر ایک اصل کے اعتبار سے اس فرع کو ترکہ میں سے حصہ دیا جائے، جیسے:



دیکھئے اس مثال میں ہر سہ فریق کے ذوی الارحام موجود ہیں تو ہم نے صرف اصول پر غور کیا، تو ان میں ہر سہ قسم بہن بھائیوں کو جمع پایا؛ چوں کہ اعیانی بہن بھائیوں کے ہوتے ہوئے علاتی بہن بھائی محجوب تھے؛ اس لیے ان کو کالعدم قرار دیا اور صرف اعیانی اور اخیافی کو لیا تو اخیافی کو ثلث کا حق دارا اور اعیانی کو عصبہ پایا؛ لہٰذا مسئلہ تین سے بنا کر اس میں سے ثلث (۱) مجموعہ اخیافی کا حصہ، اور باقی دو ثلث (۲) مجموعہ اعیانی کا حصہ تصور کیا۔

اب اعیانی میں ایک بھائی (دو بہن کے برابر) اور ایک بہن اپنے دو فرع کی وجہ سے دو بہن کے برابر تھی تو کل چار رؤس ہوئے، جن پر ان کا حصہ (۲) اس طرح تقسیم کیا کہ نصف (۱) بھائی کو دیا اور نصف (۱) ایک (فرضی دو) بہن کو۔

اب بہن کا وہ ایک حصہ اس کے فرع ابن و بنت کے تین رؤس پر برابر تقسیم نہیں ہوتا تھا، اسی طرح اخیافی بہن بھائی کے تین رؤس پر وہ ایک حصہ برابر تقسیم نہیں ہوسکتا تھا؛

مگر دونوں فریق من انکسرت علیہم السہام کے رؤس میں مماثلت تھی؛ اس لیے ان میں سے کسی ایک کے عدد رؤس (۳) کو اصل مسئلے (۳) میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب نو (۹) ہوئے جس کو تصحیح تسلیم کیا، اب اعیانی کے دو حصوں کو اس مضروب (۳) میں ضرب دے کر حاصل ضرب چھ ہوا، جس میں سے نصف (۳) بھائی کو دیا جو اس کی فرع (بنت) کے حصے میں آیا، اور نصف (۳) اخت کو دیا جس میں سے دو اس کے فرع ابن اور ایک بنت کے حصے میں آیا، اسی طرح اخیافی بہن بھائی کے ایک حصے کو اسی مضروب (۳) میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب تین ہوئے جس کو ان کے ہر سہ فروع میں مساوی حیثیت سے تقسیم کر کے ہر ایک کے حصہ میں ایک ایک آیا۔

تنبیہ وتشریح: مندرجۂ بالا مثال میں اگر بنی الاعیان نہ ہوتے؛ بلکہ بنی العلات اور بنی الاخیاف ہوتے تو موجودہ حالت میں جو تصحیح جس طریقہ سے بنائی گئی ہے یہی تصحیح اس وقت بھی ہوتی اور جو جو حصے جس طریقہ سے بنی الاعیان و بنی الاخیاف کو دیے گئے ہیں یہی حصے اسی طریقہ سے بنی العلات و بنی الاخیاف کو دیے جاتے اور اگر بنی الاعیان سے صرف ایک ہی بنت الاخت ہوتی تو وہ اپنا حصہ نصف لے کر باقی جو بچتا وہ علاتی بہن بھائی کی اولاد بہ طور عصبیت لیتی۔

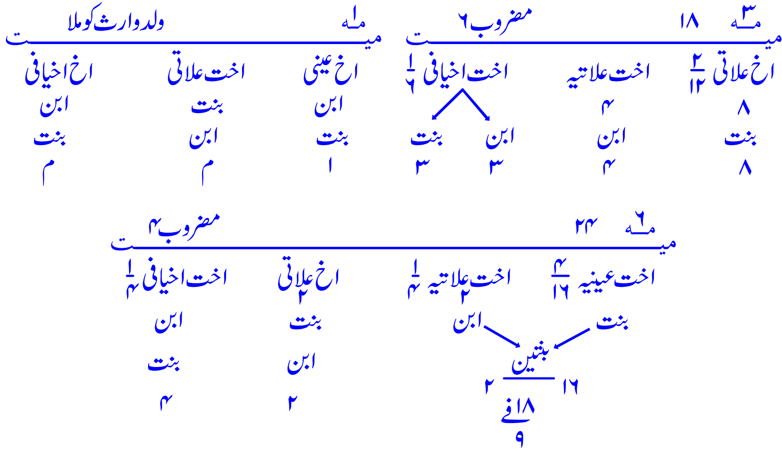
اور اگر ایک بنت اخت عینی، ایک بنتِ اخت علاتی، ایک بنتِ اخت اخیافی ہو تو مسئلہ چھ سے بنا کر نصف بنت اختِ عینیہ کو سدس، بنتِ اختِ علاتیہ کو سدس، بنتِ اختِ اخیافیہ کو اپنے اپنے اصول کے حصے دے دیتے اور مسئلے کو پانچ کی طرف رد کرتے۔ اِن قواعد کے اجراء کے لیے نیچے چند امثلہ دیے جاتے ہیں، ان کی کیفیتِ توریث پر غور کرو۔

میت مسئلہ ۱ — اقرب کو ملا

اخت عینی	اخت علاتی	اخت اخیافی
بنت	ابن	بنت
ابن	بنت	۱
م	م	

میت مسئلہ ۶ — ردت الی ۵

اخت عینیہ	اخت علاتیہ	اخت اخیافی
بنت	ابن	ابن
۳	۱	۱



اختِ عینیہ دوفرع کی وجہ سے دواخت ثلثان کے حق دار اخیافی کے لیے سدس باقی ایک سدس علاتی پر منقسم نہ تھا تو دوفرضی اخت ایک اخ کے چار رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا، تصحیح چوبیس سے ہوئی۔

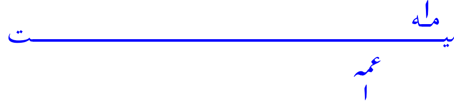
صنف چہارم کا بیان

یہ وہ رشتہ دار ہیں جو میت کے جد یا جدہ کی طرف منسوب کیے جاتے ہوں اور عصبہ اور ذوی الفروض نہ ہوں، جن کو سہولت انضباطِ قواعد کے لحاظ سے حسب ذیل دو قسموں کی طرف منقسم کرتے ہیں۔

اول۔ وہ رشتہ دار جو میت کے جد یا جدہ کی طرف بلا واسطہ منسوب کیے جاتے ہوں، جیسے: خالہ، ماموں، پھوپھی، اخیافی چچا۔

دوم۔ وہ رشتہ دار جو میت کے جد یا جدہ کی طرف بواسطۂ قسم اول منسوب کیے جاتے ہوں، جیسے: خالہ، پھوپھی وغیرہ کی اولاد یا جیسے عینی یا علاتی چچا کی لڑکیاں اور ان کی اولاد، ان میں قسم اول (بلا واسطہ والوں) کی توریث کا طریقہ بتفصیل ذیل ہے:

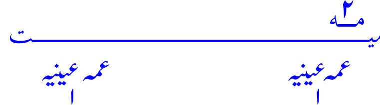
(۱) اگر ان میں سے کوئی بھی تنہا موجود ہوگا تو وہی کل مال کا بہ طور عصبہ حقدار ہوگا جیسے:



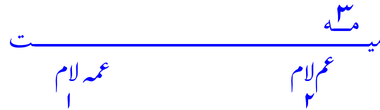
(۲) اگر ان میں متعدد اشخاص جمع ہوں اور جہت قرابت (پدری و مادری) میں متحد ہوں تو ان میں قوت قرابت سے ترجیح دی جائے گی، یعنی: اعیانی کو علاتی پر ترجیح ہوگی اور علاتی کو اخیافی پر خواہ مذکر ہو یا مؤنث، جیسے:



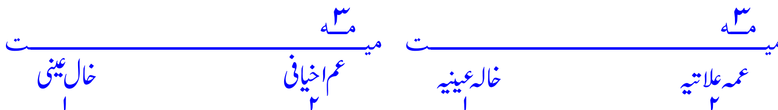
(۳) اگر جہت وقوتِ قرابت نیز صفتِ ذکورت وانوثت کے اعتبار سے وہ سب متحد ہوں تو ان میں مساوی حیثیت سے ترکہ تقسیم کیا جائے گا، جیسے:



(۴) اگر وہ جہت وقوتِ قرابت کے لحاظ سے متحد ہوں اور صفتِ ذکورت وانوثت کے اعتبار سے مختلف، تو ان میں "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْن" کے طریقہ سے ترکہ تقسیم کیا جائے گا، جیسے:

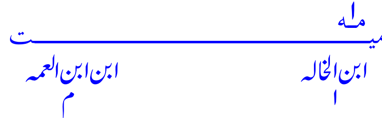


(۵) اگر وہ جہت قرابت (پدری و مادری) کے لحاظ سے مختلف ہوں تو پھر ان میں قوتِ قرابت کی ترجیح کا اعتبار نہ ہوگا؛ بلکہ قرابتِ پدری والے کو ترکہ سے ثلثان اور مادری والے کو ایک ثلث ملے گا، جیسے:

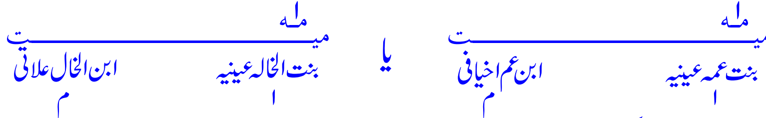


اور قسم دوم (جو میت کے جد یا جدہ کی طرف بواسطہ منسوب کیے جاتے ہوں) میں طریقۂ توریث (مانندِ صنفِ اول) بتفصیل ذیل ہے:

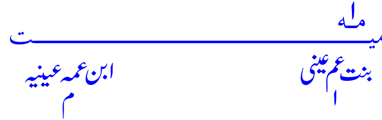
(۱) یعنی ان میں بھی جو سب سے زیادہ میت کے قریب ہوگا وہی وارث ہوگا؛ بعید نہیں جیسے:



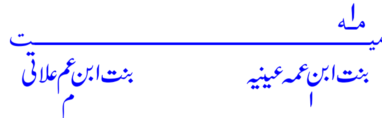
(۲) اگر میت سے درجۂ قرب میں سب مساوی ہوں اور جہتِ قرابت (پدری و مادری) میں بھی متفق ہوں تو پھر ان میں قوتِ قرابت کے اعتبار سے ترجیح دی جائے گی، جیسے:



(۳) اگر وہ درجۂ قرب اور جہت وقوتِ قرابت میں ہر حیثیت سے متحد ہوں تو اس صورت میں ولد عصبہ کو ولدِ ذی رحم پر ترجیح دی جائے گی جیسے:

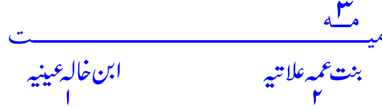


(۴) اگر وہ میت سے قرب و جہت قرابت میں متفق ہوں مگر قوت قرابت میں مختلف ہوں تو اس صورت میں بھی بعض ولد عصبہ کو ترجیح دیتے ہیں؛ مگر صحیح قول یہ ہے کہ اس وقت قوت قرابت کو ترجیح ہوگی، خواہ وہ ولد عصبہ ہو یا نہیں جیسے:



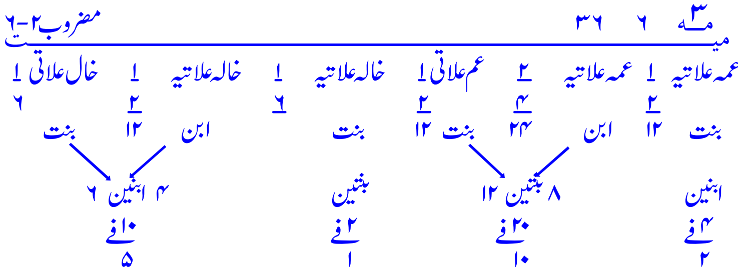
(۵) اگر میت سے درجۂ قرب میں سب برابر ہوں مگر جہت قرابت (پدری و مادری) میں مختلف ہوں تو پھر ان میں نہ قوتِ قرابت کی ترجیح کا اعتبار ہوگا نہ ولد عصبہ کا؛

بلکہ ثلثان جہت قرابت پدری کو اور ثلث قرابت مادری کو دیا جائے گا، پھر ہر ایک فریق میں اگر متعدد افراد موجود ہوں تو ان میں اس حصے کے استحقاق کے اعتبار سے قوتِ قرابت، پھر ولد عصبہ کی ترجیح کا لحاظ رکھا جائے گا، جیسے:



(٦) اگر میت کے اعمام وعمات اور خال وخالات اور ان کی اولاد نہ ہوں تو پھر توریث کا یہی طریقہ میت کے والدین کے اعمام وعمات اور خال وخالات میں پھر ان کی اولاد میں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو پھر اجداد وجدات کی اعمام وعمات اور خال وخالات میں اور پھر ان کی اولاد میں تا آخر جاری کیا جائے گا۔

اب نیچے بطور تمرین ذوی الارحام کی توریث کی ایک صورت لکھی گئی ہے، اس کی تصحیح اور کیفیتِ توریث پر غور کرو۔



دیکھئے اس مثال کے اصول میں فروع کی تعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر ایک اصل کے دو دو اصل فرض کیے گئے ہیں؛ گویا چار عماتِ علاتیہ، دو عم علاتی جو چار عمات کے برابر ہیں، اور چار خالاتِ علاتیہ، دو خال علاتی جو چار خالات کے برابر ہیں۔ اب جہت مادری کے ثلث کے لحاظ سے مسئلہ تین سے بنا کر ایک حصہ ($\frac{1}{3}$) جہت مادری کو بہ طور فرضیت کے اور باقی دو حصے جہت پدری کو بہ طور عصبیت کے دے دیے۔

جہتِ پدری میں دوفرضی عم چار عمات کے برابر تھے؛لہٰذا ان دوحصوں میں سے ایک حصہ عم علاتی اور ایک حصہ ہر دوعمہ کو دیا؛مگر جہتِ مادری میں ایک خال چار خالات کے برابر تسلیم کرنے سے فریق ذکور فریقِ اناث کے برابر تھا اور وہ ایک حصہ ان دومساوی فریق پر برابر تقسیم نہیں ہوسکتا تھا: لہٰذا دونوں فریق کے عدد (۲) کو اصل مسئلہ (۳) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۶) کو تصحیح تسلیم کیا، اب جہتِ مادری والوں کا وہ مشترکہ حصہ (۱) اس مضروب (۲) میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب دو ہوا جس میں سے ایک حصہ خال کو اور ایک حصہ ہر دو خالات کو دیا؛ اسی طرح جہتِ پدری والوں کے مشترکہ حصے (۲) کو اس مضروب (۲) میں ضرب دے کر حاصل ضرب چار ہوئے جس میں دو حصے ایک (فرضی چار) عم کو اور دو حصے دو (فرضی چار) عمات کو دے دیے، اب دو عمہ (فرضی چار) کے فروع میں ایک (فرضی دو) بنت اور ایک (فرضی دو) ابن تھے جن کے مجموعہ چھ رؤس ہوئے، جن پر ان کے اصول کا وہ مشترکہ حصہ (۲) برابر تقسیم نہیں ہوسکتا تھا؛ مگر سہام (۲) اور رؤس (۶) میں توافق بالنصف تھا تو رؤس (۶) کا نصف (۳) لے کر محفوظ رکھا، پھر جہتِ مادری کو لیا۔ وہاں دو (فرضی چار) خالات کا مشترکہ حصہ (۱) ان کے فروع (ایک بنت فرضی دو، ایک ابن فرضی دو) کے مجموع رؤس (۶) پر برابر تقسیم نہیں ہوسکتا تھا، اور رؤس (۶) اور سہام (۱) میں تباین کی وجہ سے کل رؤس (۶) کو محفوظ کرلیا: اب فروع عمات کے رؤس (۳) اور فروع خالات کے رؤس (۶) میں تداخل تھا؛ لہٰذا ان میں بڑے عدد (۶) کو اصل مسئلہ (۶) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۳۶) کو تصحیح تسلیم کیا؛ اب اسی مضروب (۶) کو خال کے حصے (۱) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب چھ ہوا جو اس کی فرع ابنین کو ملا اور خالات کے حصے (۱) کو اسی مضروب (۶) میں ضرب دے کر حاصل ضرب چھ ہوا جس میں سے دوثلث (۴) ان کی فرع ایک (فرضی دو) ابن کو دیا جو اس کی فرع ابنین کے حصے میں آیا اور ایک ثلث (۲) دوسری فرع ایک (فرضی دو) بنت کو دیا جو

اس کی فرع بنتین کے حصہ میں آیا اور عمات کے دو مشترکہ حصوں کو اسی مضروب میں ضرب دے کر حاصل ضرب بارہ ہوئے جس کو ان کی فروع میں اس طور سے تقسیم کیا کہ ایک (فرضی دو) ابن کے چار رؤس اور ایک (فرضی دو) بنت کے دو رؤس کو ملا کر کل چھ رؤس ہوئے، جن پر اصول کے وہ بارہ مشترکہ حصے اس طور سے تقسیم کیے کہ اس کا ثلثان (۸) ابن کو دیا جو اس کی فرع بنتین کے حصے میں آیا اور ایک ثلث (۴) بنت کو دیے جو اس کی فرع ابنین کے حصے میں آیا اور ایک (فرضی دو) عم کے حصے (۲) کو بھی اسی مضروب (۶) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (۱۲) کو اس کی فرع بنتین کو اتار کر دے دیے۔

اب جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں مرحوم کی ملکیت بعد ادائیگی حقوق مقدم علی الارث اور عدم موانع چھتیس حصے کی جائے، جس میں سے پہلی عمہ کی فرع ابنین کو چار: اور فی کس دو دو حصے اور عمہ اور عم کے مشترکہ فروع (بنتین) کو باپ کی طرف سے آٹھ اور ماں کی طرف سے بارہ، کل بیس حصے فی کس دس دس حصے۔

اور خالہ کی فرع بنتین کو دو: فی کس ایک ایک اور خال وخالہ کے مشترکہ فروع ابنین کو باپ کی جہت سے چار اور ماں کی جہت سے چھ، کل دس حصے: فی کس پانچ پانچ حصے ملیں گے فقط۔

میراث کے مسائل شتیٰ

علم فرائض کے ضروری مسائل بیان ہو چکے، اب محض تکمیل کتاب کی خاطر خاتمہ میں وہ نادر الوقوع مسائل فقہیہ لکھے جاتے ہیں جو کسی حد میں میراث سے بھی تعلق رکھتے ہیں، جیسے: حمل، خنثیٰ، مفقود، مرتد، اسیر، غرقی کے مسائل۔ جن کی تعریفات اور مفصل حالات واحکام، علم فقہ میں بیان کیے گئے ہیں؛ یہاں ان کے صرف وہ حالات واحکام لکھے جاتے ہیں جو میراث سے تعلق رکھتے ہیں۔

حمل کا بیان

اگر میراث کا ایسا سوال آئے جس میں بعض ورثاء ہنوز شکم مادر میں ہوں تو ایسی حالت میں اس کی تذکیر، تانیث وغیرہ حالات سے ناواقفیت کی وجہ سے ظاہر ہے کہ تشفی بخش جواب دینے میں سخت دشواری ہوگی؛ اس لیے بہتر تو یہ ہے کہ جب اس قسم کا سوال آئے تو موجودہ ورثاء کو حمل کی پیدائش تک تقسیم ترکہ کے التواء کا مشورہ دیا جائے۔

مگر بعض وقت موجودہ ورثاء فوری تقسیم پر اصرار کرتے ہیں، ایسی حالت میں تقسیم ترکہ کی کیفیت میں زمانۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اختلاف چلا آرہا ہے، یہاں تک کہ خود ہمارے علماء احناف میں بھی اختلاف موجود ہے اور اختلاف کی بنا زیادہ تر اس احتمال پر ہے کہ حمل مذکر ہوگا یا مؤنث، پھر ایک ہوگا یا متعدد؛ لیکن علمائے احناف میں مفتی بہ قول یہ ہے کہ فی الحال حمل ایک مذکر فرض کیا جائے اگر بتقدیر تذکیر اس کو زیادہ ملتا ہو یا ایک مؤنث فرض کیا جائے اگر بتقدیر تانیث اس کو زیادہ ملتا ہو اور موجودہ ورثاء میں سے ہر ایک کو اسوء الحالین (کمتر حالت) سے میراث کا حصہ دیا جائے اور بہتر حالت کا زیادہ حصہ حمل کی پیدائش تک موقوف رکھا جائے؛ اب حمل کی پیدائش کے بعد اگر ان کی وہی اسوء الحالین (کمتر حالت) ثابت ہوئی تو ان کو اپنی حالت پر رہنے دیا جائے، اور اگر ان کے حق میں بہتر حالت کا استحقاق ثابت ہو جائے تو پھر ان کا وہ زائد موقوف شدہ حصہ ان کو واپس دے دیا جائے۔

اور اس فیصلے کے ساتھ احتیاطاً موجودہ ورثاء سے اس بات کا ضامن لیا جائے، کہ اگر حمل متعدد پیدا ہو جائیں تو ان کے حقوق کی مقدار پر موجودہ ورثاء سے میراث واپس لے لیں۔

اب یہ معلوم کرنا کہ حمل کو کس حالت میں زیادہ تر اور دیگر ورثاء کو کمتر حصہ ملتا ہے

اس کے لیے پہلے دو تصحیح بنائی جائیں: ایک بتقدیر تذکیر حمل کے، دوم بتقدیر تانیث حمل کے۔ جب ہر دو تصحیح مکمل ہو جائیں تو پھر ہر دو تصحیح کے اعداد میں نسبت دیکھیں، اگر ان میں توافق کی نسبت ہو تو ایک کی وفق کو دوسرے کے کل میں، اور اگر تباین ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو دونوں مسئلوں کی ایک تصحیح تصور کی جائے۔

پھر مسئلہ تذکیر والے ورثاء کے سہام کو مسئلہ تانیث کے کل (۱) یا وفقِ تصحیح میں ضرب دیتے جائیں اور مسئلہ تانیث والے ورثاء کے سہام کو مسئلہ تذکیر کے کل یا وفق تصحیح میں ضرب دیتے جائیں اور حاصل ضرب کو ہر ایک وارث کے نیچے لکھتے جائیں۔

اب ہر ایک وارث کے سہام پر یہ غور کریں کہ حمل کی تذکیر و تانیث کی ہر دو تقدیر میں سے کس صورت میں اس کو کمتر اور کس صورت میں بہتر حصہ ملتا ہے۔

پس حمل کے لیے تو وہی حصہ موقوف رکھا جائے جو اس کے لیے بہتر ہو اور موجودہ ورثاء میں سے ہر ایک کو اسوء الحالین (حرمان یا نقصان) میں رکھا جائے، اور ان کی بہتر حالت میں جتنا حصہ ان کو زائد ملتا ہو وہ حمل کی پیدائش تک موقوف رکھا جائے، اب حمل کی پیدائش پر اگر ان کے حق میں وہی اسوء الحالین (حرمان یا نقصان) کی حالت ظاہر ہوئی تو ان کو اپنی سابق حالت پر رہنے دیا جائے، اور اگر بہتر حالت ثابت ہوئی تو ان کا وہ زائد موقوف شدہ حصہ ان کو واپس دے دیا جائے۔ مندرجۂ ذیل مثال میں اس قاعدے کے اجراء پر غور کرو۔

میت — مسئلہ ۲۴ فق ۸ — بتقدیر تذکیر حمل

زوجہ	ام	اب	بنت	حمل (ابن)
			(۱۳)	
۳	۴	۴	(۱۱۷)	
۲۷	۳۶	۳۶	۳۹	۷۸

میت — مسئلہ ۲۴ فق ۹ — عولہ ۲۷ — تصحیح ۲۱۶ — بتقدیر تانیث حمل

زوجہ	ام	اب	بنت	حمل (بنت)
			(۱۶)	
۳	۴	۴	۸	۸
۲۴	۳۲	۳۲	۶۴	۶۴

دیکھو پہلے مسئلہ میں حمل کو مذکر فرض کیا تو ابن اور بنت عصبہ ہونے کی وجہ سے

(۱) یعنی توافق کی صورت ہو تو وفق میں، اور تباین کی صورت ہو تو کل میں۔ ۱۲ منہ۔

ذوی الفروض سے باقی ماندہ (۱۳) حصوں میں دونوں شریک ہوئے، اور دوسرے مسئلہ میں مؤنث فرض کرنے سے دو بنت جمع ہوگئیں جو ثلثان (۱۶) کی مستحق ٹھیریں، اور مسئلہ ستائیس کو عولیہ ہوگیا؛ اب دونوں مسئلوں (۲۴-۲۷) کی تصحیح میں نسبتِ توافق بالثلث تھی تو ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دینے سے حاصل ضرب ۲۱۶ آیا، جس کو دونوں مسئلوں کی ایک ہی تصحیح رکھی۔

اب ورثائے مسئلہ تذکیر کے سہام کو مسئلہ تانیث کے وفق (۹) میں ضرب دیتے گئے، جس سے زوجہ کو ۲۷، ماں کو ۳۶، باپ کو ۳۶، بنت اور حمل (ابن) کو مشترکہ ۱۱۷ ملے، جن میں بنت کو ۳۹، اور حمل کو ۷۸؛ پھر ورثائے مسئلہ تانیث کے سہام کو مسئلہ تذکیر کی وفق (۸) میں ضرب دیتے گئے، جس سے زوجہ کو ۲۴، ام کو ۳۲، اب کو ۳۲، بنت کو ۶۴ اور حمل کو بھی ۶۴ ملے۔

اب ہر دو مسئلوں کے سہام پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ بنت کے سوا بقیہ ورثاء کے حق میں تذکیرِ حمل بہتر اور تانیثِ حمل کمتر ہے، اور بنت کے حق میں تانیث حمل کی حالت بہتر اور تذکیر کمتر ہے۔

لہٰذا موجودہ ہر ایک وارث کو فی الحال اس کے کمتر حالت کے سہام دے دیں گے، اور بہتر حالت میں جتنا حصہ زائد ملتا تھا وہ حمل کی پیدائش تک موقوف رکھیں گے؛ چناں چہ جواب کا خلاصہ اس طور سے لکھا جائے گا۔

تلخیص الجواب:

میـــــــــــــــــــت ۲۱۶

زوجہ	ام	اب	بنت	حمل مذکر	حمل مؤنث
۲۴	۳۲	۳۲	۳۹	۷۸	۶۴
۳ موقوف بتذکیرِ حمل	۴ موقوف بتذکیرِ حمل	۴ موقوف بتذکیرِ حمل	۲۵ موقوف بتانیثِ حمل		

اب اگر حمل مؤنث پیدا ہوا تو اس کو ۶۴، اور بنت کو اس کے موقوفہ (۲۵) حصے واپس کرکے دیگر ورثاء کے حصے حسب سابق اپنی سابق حالت پر رہنے دیے جائیں گے؛

اور اگر مذکر پیدا ہوا تو اس کو ۸۷، اور بقیہ ورثاء کو ان کے موقوف شدہ حصے واپس کر کے بنت کو اپنی سابق حالت (۳۹) پر رہنے دیں گے۔

مزید تشریح کے لیے نیچے حرمان ونقصان دونوں کی ایک مشترکہ مثال لکھی جاتی ہے، اس کی کیفیت توریث پر بھی غور کرو۔

بتقدیر تذکیر حمل — مسئلہ ۲۴، فقہ ۸ — میت

زوجہ	ام	اب	بنت الابن	حمل (ابن)
۳	۴	۴		۱۳
۲۷	۳۶	۳۶	م	۱۱۷

بتقدیر تانیث حمل — مسئلہ ۲۴، عولہ ۲۷، فقہ ۹، تصحیح ۲۱۶ — میت

زوجہ	ام	اب	بنت الابن	حمل (بنت)
۳	۴	۴	۴	۱۲
۲۴	۳۲	۳۲	۳۲	۹۶

تلخیص الجواب

تصحیح ۲۱۶ — میت

زوجہ	ام	اب	بنت الابن	حمل (ابن)	حمل (بنت)
۲۴	۳۲	۳۲	×	۱۱۷	۹۶
۳ موقوف بتذکیرِ حمل	۴ موقوف بتذکیر حمل	۴ موقوف بتذکیر حمل	۳۲ موقوف بتانیثِ حمل		

اس مثال میں بھی توریث کا وہی طریقہ جاری کیا گیا ہے جو پہلے مثال میں جاری کیا گیا تھا، صرف اس میں اتنی بات زیادہ آ گئی ہے کہ بنت الابن کو فی الحال محروم رکھتے ہوئے اس کا پورا حصہ (۳۲) حمل کی پیدائش تک موقوف رکھا گیا ہے کہ اگر حمل مؤنث پیدا ہو تو واپس دیا جائے گا اور اگر مذکر پیدا ہوا تو وہ حسب سابق محروم رہے گی[۱]۔

خنثی کا بیان

خنثی وہ شخص ہے جس میں مذکر ومؤنث دونوں کی علامت موجود ہو، ایسے شخص میں اگر تذکیر کی علامات غالب ہوں تو وہ مذکر تصور کیا جائے گا اور اگر تانیث کی علامات

---

(۱) اگر حمل مردہ پیدا ہوا تو زوجہ اور ابوین کو ان کا موقوفہ حصہ، اور بنت الابن کو تاتکمیلِ نصفِ کل دے کر جو بچے وہ باپ کو بوجہ عصبہ ہونے کے دیا جائے۔ ۱۲ منہ۔

غالب ہوں تو مؤنث اور اگر دونوں صفتیں ہر طرح سے برابر موجود ہوں تو وہ ''خنثیٰ مشکل'' کہلاتا ہے، جو توریث کے اعتبار سے اسوءالحالین (حرمان یا نقصان) میں رکھا جاتا ہے، یعنی: میراث میں اگر مذکر فرض کرنے سے اس کو نقصان ہو تو مذکر فرض کیا جائے گا، اگر مؤنث فرض کرنے سے اس کو نقصان ہو تو مؤنث فرض کیا جائے گا۔ تذکیر و تانیث اور پھر بہر تقدیر حرمان و نقصان کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی توریث کی چار صورتیں متصور ہو سکتی ہیں، جو مندرجۂ ذیل چار مثالوں میں پیش کی جاتی ہیں:

مثال حرمان بتقدیر تذکیر

مہ ۲ — میت

زوج	اخت عینیہ	اخ علاتی خنثیٰ
ا	ا	م

مثال نقصان بتقدیر تذکیر

مہ ٦ — میت

زوج	ام	اخت لام	اخ علاتی خنثیٰ
٣	ا	ا	ا

مثال حرمان بتقدیر تانیث

مہ ا — میت

ابن العم	بنت العم خنثیٰ
ا	م

مثال نقصان بتقدیر تانیث

مہ ٣ — میت

ابن	بنت خنثیٰ
٢	ا

تشریح: دیکھو پہلے مسئلے میں خنثیٰ کے لیے مؤنث (اخت) ہونا بہتر تھا کہ سدس ملتا، تو ہم نے مذکر (اخ عصبہ) فرض کرنے سے اس کو محروم رکھا؛ کیوں کہ ذوی الفروض سے اس کے لیے کچھ نہ بچا۔ مسئلہ دوم میں بھی اس کے لیے مؤنث ہونا بہتر تھا کہ نصف کا مستحق ہوتا، تو ہم نے مذکر (عصبہ) فرض کرنے سے کمتر حالت میں رکھا، جس سے صرف باقی ماندہ سدس کا مستحق رہا۔ مسئلہ سوم میں اس کے لیے مذکر ہونا بہتر تھا کہ اپنے بھائی کے ساتھ نصف کا مستحق ہوتا، تو ہم نے مؤنث (ذوی الارحام) فرض کرنے سے محروم رکھا۔ مسئلہ چہارم میں بھی اس کے لیے مذکر ہونا بہتر تھا کہ اپنے بھائی کے ساتھ نصف کا مستحق ہوتا، تو ہم نے مؤنث فرض کرنے سے کمتر حالت ($\frac{1}{3}$) میں رکھا۔

مفقود کا بیان

جو شخص گھر سے اس طور پر غائب ہو جائے کہ اس کی نہ حیات کی خبر معلوم ہو سکے نہ ممات کی ،تو اس کو''مفقود'' کہتے ہیں ۔ یہ شخص اپنی موتِ حقیقی یا حکمی (فیصلۂ قاضی) تک ''نہ اپنا دے نہ دوسرے کا لے'' کا مصداق ہے،یعنی :جب تک اس کی موت کی یقینی خبر نہ آجائے یا قاضی اس کی موت کا فیصلہ نہ دے اس وقت تک یہ اپنے مال ،ملکیت، بیوی کے حق میں زندہ تصور کیا جاتا ہے ؛اس لیے ان میں دوسرا کوئی مالکانہ تصرف نہیں کرسکتا اور دوسروں کے حق میں مردہ شمار کیا جاتا ہے؛اس لیے اس اثناء میں اس کے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی گزر جائے تو یہ اس کے مال سے فی الحال میراث پانے کا استحقاق نہیں رکھ سکتا ؛ بلکہ اس کا حصہ حمل کی طرح فی الحال موقوف رکھا جاتا ہے،اور دیگر ورثاء میں سے جس کے لیے یہ حاجب بہ حجب حرمان ہو اس کا حصہ بھی موقوف رکھا جاتا ہے، اور جس کے لیے حاجب بہ حجب نقصان ہو تو اس کا کمتر حصہ اس کو فی الحال دے کر اس کا زائد حصہ بھی موقوف رکھا جاتا ہے۔

اب یہ معلوم کرنا کہ کس کس کا کتنا حصہ موقوف رکھا جائے اور کتنا حصہ فی الحال دے دیا جائے اس کے لیے ٹھیک وہی طریقہ عمل میں لایا جائے جو حمل کے لیے بیان کیا گیا ہے ،یعنی :میت کے ترکہ کے لیے پہلے دو تصحیح بنائی جائیں :ایک بتقدیر حیات مفقود ، دوم بتقدیر وفات مفقود اور ہر دو تصحیح کے اعداد میں جو نسبت ہو اس کے لحاظ سے ایک کی وفق یا کل کو ،دوسری میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو دونوں مسئلوں کی ایک ہی تصحیح تصور کیا جائے۔

پھر ہر ایک مسئلے والے ورثاء کے سہام کو دوسرے مسئلے کے کل یا وفق تصحیح میں ضرب دے کر حاصل ضرب ان کے نیچے لکھتے جائیں ،اب ہر ایک وارث کے سہام

کے متعلق یہ غور کریں کہ مسئلۂ حیات وممات میں سے کس صورت میں اس کا نقصان ہے، تو جس صورت میں اس کا نقصان (حرمان یا نقصان) ہو تو فی الحال اس کی وہی حالت تصور کریں اور بہتر حالت میں جو حصہ زائد ملتا ہو وہ موقوف رکھا جائے۔

مندرجۂ ذیل مثال میں اس قاعدے کی عملی صورت پر غور کرو۔

مسئلہ ۲ ۸ (تباین) بتقدیر حیات مفقود

زوج	اختین عینیہ		اخ عینی مفقود
۱	۲	۱/۴	۲
۴	۱۴ فی	(۲۸)	۱۴
۲۸	۷		

مسئلہ ۶ عولہ ۷ ۵۶ بتقدیر وفات مفقود

زوج	اختین عینیہ	اخ عینی مفقود
۳	۴	
۲۴	۳۲ فی	
	۱۶	

تلخیص الجواب

مسئلہ ۵۶

زوج	اخت عینیہ	اخت عینیہ	اخ عینی مفقود
۲۴	۷	۷	
۴ موقوف بحیات	۹ موقوف بممات	۹ موقوف بممات	۱۴ موقوف بحیات

دیکھو اس مثال میں زوج کی بہتر حالت (حیات مفقود) کے اٹھائیس حصوں میں سے اس کو اس کی کمتر حالت (وفات مفقود) کے چوبیس حصے فی الحال دے کر چار حصے موقوف بہ حیات رکھے گئے اور اختین کی بہتر حالت (وفات مفقود) کے ۳۲ حصوں میں سے ان کو ان کی کمتر حالت (حیات مفقود) کے ۱۴ حصے فی الحال دے کر ۱۸ حصے موقوف بہ ممات رکھے گئے اور مفقود کے لیے ۱۴ حصے موقوف بہ حیات رکھے گئے۔

اب اگر مفقود کی حیات ثابت ہوئی تو اس کے موقوفہ چودہ حصے اس کو اور زوج کے موقوفہ چار حصے اس کو دے کر، اختین کی وہی سابق دیے ہوئے سات سات حصے اپنی حالت پر رہنے دیں گے۔

اور اگر مفقود کی پیدائش سے نوے برس گزر جانے یا موت الاقران (علی اختلاف الاقوال) کے بعد قاضی نے اس کی موت کا حکم دے دیا، تو اب اس موت حکمی کا اثر اس کی ذاتی ملکیت کی نسبت تو وقتِ حکم سے، اور غیر کی ملکیت کی نسبت مفقود کی غیبت کے وقت

سے اعتبار کیا جائے گا، یعنی: مفقود کی غیبت کے زمانہ میں جو جو رشتہ دار گزر گئے تھے اور ان کے وارثوں کے کچھ حصے اس مفقود کی وجہ سے موقوف رکھے گئے تھے وہ موقوفہ حصے ان ورثاء کو اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کے مستحق ورثاء کو واپس دے دیے جائیں گے؛ گویا یہ مفقود ان رشتہ داروں کی موت سے قبل مر چکا تھا، اور خود مفقود کی ذاتی ملکیت اس حکم کے بعد اس کے ان مستحق ورثاء کو دی جائے گی جو اس حکم کے وقت موجود ہوں گے؛ اس سے پہلے جو گزر گئے ہوں گے ان کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا، گویا مفقود قاضی کے حکم تک زندہ تھا، اور اس حکم کے وقت سے اس کی بیوی عدت وفات گزار کر اس کے نکاح سے خارج تصور کی جائے گی۔

اسیر کا بیان

اگر کوئی مسلمان خدانخواستہ کفار کے ہاتھ قید ہو جائے تو جب تک وہ اسلام پر زندہ رہے گا، اس وقت تک وہ موجودہ مسلمان ورثاء کی طرح اپنے مسلم رشتہ داروں سے وراثت پانے کا حق دار ہوگا؛ اور اگر خدانخواستہ وہ مرتد ہو گیا تو اس پر مرتد کے احکام، اور اگر اس کی موت وحیات وغیرہ کی خبر معلوم نہ ہو سکے تو اس پر مفقود کے احکام جاری ہوں گے۔

مرتد کا بیان

مرتد کے مفصل حالات واحکام فقہ میں بیان ہو چکے ہیں، یہاں اس قدر یاد رکھو کہ اگر وہ توبہ کر کے پھر مسلمان ہو جائے تو صرف اپنی بیوی سے تجدید نکاح کر کے باقی اپنی ملکیت کا حسب سابق مالک رہے گا؛ اور اگر وہ اس ارتداد کی حالت میں گزر جائے یا قتل کیا جائے یا اس کے دارالحرب سے ملحق ہونے کے بارے میں قاضی حکم دے دے تو اس کی زمانۂ اسلام کی ملکیت اس کے مسلم ورثاء کو ملے گی۔

اور زمانۂ ارتداد میں حاصل کردہ ملکیت بیت المال کو ملے گی، اور دارالحرب سے ملحق ہونے کے بعد کسب شدہ ملکیت عام کفار کی ملکیت کی طرح مال غنیمت شمار کی جائے گی۔

حرقی، غرقی، ہدمی کا بیان

اگر چند رشتہ دار دریا میں ڈوب کر، یا آگ میں جل کر، یا مکان سے دب کر بیک وقت مر جائیں اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کون پہلے مرا اور کون پیچھے، تو وراثت کے بارے میں وہ آپس میں ایک دوسرے کی نسبت کالعدم تصور کیے جاتے ہیں، یعنی: وہ آپس میں ایک دوسرے سے میراث پانے کا استحقاق نہیں رکھتے؛ بلکہ ہر ایک کی ذاتی ملکیت اس کے موجودہ مستحق ورثاء میں تقسیم کی جاتی ہے، مثلاً: باپ بیٹا دونوں ایک ساتھ ڈوب کر مر جائیں، اور ہر ایک نے ایک بیوی، اور ایک لڑکی وارث چھوڑی، اور باپ کی بیوی بیٹے کی ماں نہ تھی، تو باپ کی ملکیت اس طرح تقسیم ہوگی۔

مسئلہ ۸ ۳۲ ۶ ردت الیٰ ۴

میت

زوجہ، حلیمہ	بنت، سکینہ	بنت الابن، جمیلہ
۱/۴	۳/۲۱	۱/۷

اور لڑکے کی ملکیت اس طرح تقسیم ہوگی:

مسئلہ ۸

میت

زوجہ، عابدہ	بنت، جمیلہ	اخت، سکینہ
۱	۴	۳

کتاب کی تکمیل کی خاطر مسائل شتی کے یہ مختصر احکام یہاں بیان کیے گئے، زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو فقہ اور فرائض کی مفصل کتابوں میں دیکھئے، جن میں ہر قسم کے احکام کے متعلق مفصل ہدایات موجود ہیں "والله يهدي من يشاء إلى صراط مستقيم. هـذا وله الحمد في الأولى والاٰخرة. والصلوة على محمد، واله، وعترته الطاهرة، ومعين الملة الباهرة" فقط.

(مفتی) محمود حسن غفرلہٗ ۸/شوال ۱۳۶۴ھ

ضمیمۂ معین الفرائض

امابعد! ماہرین تعلیمات سے مخفی نہیں کہ زمانہ کے تجدد کے ساتھ حوادثات بھی تجدد کی صورت اختیار کررہے ہیں؛ چناں چہ سلسلۂ تعلیمات بھی اس تجدد سے محفوظ نہ رہ سکا اور قدیم کتابیں اور قدیم طرز تعلیم دنیا سے اٹھ کر جدید کتابیں اور جدید طرز تعلیم رائج ہورہا ہے، اس طرز کے حسن وقبح پر تنقیدی تبصرہ تو طوالت کا موجب ہے؛ البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تجدد کی اس عمومی خواہش اور رجحان نے مصنفین کو بھی قدیم طرز کے ترک کرنے اور جدید طرز کے اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے، اس جدید طرز میں اختصار اور تسہیل کا زیادہ التزام رکھا جاتا ہے اور ہر مبحث ضروری مضمون اور کچھ لفظی تشریح پر ختم کرکے آخر میں اسی مضمون کو طلبہ کے حفظ کو جانچنے کے لیے سوالات مشقیہ کی صورت سے پیش کیا جاتا ہے۔

میرے خیال میں اگر یہ کام ماہرین اساتذہ کے ذمہ چھوڑ دیا جائے؛ تاکہ طلبہ کی ذہنی قابلیت کے مطابق وہ سوالات بناکر مشق کرائیں تو ایک طرف طلبہ کی ذہنی تربیت ہوگی دوسری طرف ایک محدود معلومات کے بجائے ان کو ترقی کے وسیع میدان میں طبعی جولانیوں کے لیے موقع ملے گا؛ اس لیے میں نے سوالات مشقیہ کتاب میں نہیں لکھے، مگر عمومی رجحان کو نظر انداز کرنا بھی گوارا نہ کیا؛ اس لیے ذوی الفروض کے حالات تک سوالات مشقیہ ضمیمہ میں لائے، تاکہ جن حضرات کو یہ طرز پسند ہو وہ طلبہ کو سوالات یہاں سے لکھوا کر مشق کرائیں۔

عصبات سے لے کر آخر تک اکثر جگہ امثلہ کتاب میں موجود ہیں؛ اس لیے وہ یا کچھ تغیر کے ساتھ ان کو طلبہ سے لکھوا کر مشق کرائیں۔ کتاب کے عمومی افادہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتاب میں اکثر رشتے اور محاورے عربی لغت سے لکھے گئے ہیں اور عدالتی وکلاء یا وہ حضرات جو عربی محاورات سے ناواقف ہوں ان کے لیے ضمیمہ میں عربی محاورات کی تشریح اور عربی اسماء کے ترجمے لکھے گئے؛ تاکہ اس کتاب سے ہر طبقہ مستفیض ہوسکے۔

وماتوفیقي إلا باللّٰہ.

الفاظ مصطلحہ کی تشریح

علم فرائض: یہ چند قواعد اور جزئیات فقہیہ کا ایسا علم ہے جس کے جاننے سے میت کا ترکہ اس کے شرعی مستحقین میں تقسیم کرنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

ترکہ: وہ مال وملکیت (خواہ عین ہو یا دَین) ہے جو میت اپنے مرنے کے وقت چھوڑتا ہے۔

ذوی الفروض: یہ میت کے وہ رشتہ دار ہیں کہ جن کے لیے شریعت نے ترکہ سے معین حصے مقرر کر دیے ہیں۔

عصبات: یہ میت کے وہ رشتہ دار ہیں کہ جن کا ترکہ سے معین حصہ مقرر نہیں؛ بلکہ تنہا ہوں تو کل اور ذوی الفروض کے ساتھ باقی ماندہ ترکہ کے مستحق ہوں۔

عصبۂ نسبی: یہ وہ عصبہ ہے جو میت سے نسب کا رشتہ رکھتا ہو، جیسے: اب اور ابن۔

عصبۂ سببی: یہ وہ عصبہ ہے جو میت سے صرف مالکیت اور پھر آزادی دینے کا تعلق رکھتا ہو، یعنی: میت کا آزاد کرنے والا آقا۔

عصبہ بنفسہ: ہر وہ مذکر جو میت سے بلا واسطہ یا بواسطۂ مذکر رشتہ رکھتا ہو، جیسے: ابن، ابن الابن۔

عصبہ بغیرہ: وہ مؤنث جس کا اصلی حصہ نصف یا ثلثان ہو؛ مگر اپنے بھائی کی موجودگی میں اس کے ساتھ ''لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ'' کے طریقہ سے ترکہ میں شریک ہوئی ہو۔

عصبہ مع غیرہ: یہ میت کی وہ عینی یا علاتی بہنیں ہیں جو میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ بحدیث ''اجعلوا الأخوات مع البنات عصبة'' باقی ماندہ ترکہ کی مستحق ہو گئی ہوں۔

جدِ صحیح (دادا): جس کو میت سے رشتہ جوڑنے میں اُم (مؤنث) کا واسطہ نہ آئے، جیسے: اب الاب۔

جدۂ صحیحہ (دادی، نانی): جس کو میت سے رشتہ جوڑنے میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے، جیسے: ام الاب یا ام الام۔

جد فاسد (نانا یا ماں یا باپ کا نانا): جس کو میت سے رشتہ جوڑنے میں ام (مؤنث) کا واسطہ آئے، جیسے: اب الام یا اب ام الاب۔

جدۂ فاسدہ (ماں کی دادی یا دادی کی دادی): جس کو میت سے رشتہ جوڑنے میں جد فاسد کا واسطہ آئے، جیسے: ام اب الام یا ام اب ام الاب۔

سہام: وارثوں کے وہ حصے جو شریعت کی رو سے ان کو ملتے ہیں۔

ذوی الارحام: یہ میت کے وہ رشتہ دار ہیں کہ جو نہ عصبہ ہوں، نہ ذوی الفروض، جیسے: نواسا، نواسی، نانا، خالہ، ماموں، پھوپی وغیرہ۔

بیت المال: اسلامی خزانہ۔

موانع ارث: وہ اسباب کہ جن کے موجودگی میں وارث میراث لینے سے محروم رکھا جائے، جیسے: تباین دین، قتل وغیرہ۔

محروم: وہ وارث جو اسباب حرمان کی موجودگی سے میراث پانے سے روکا گیا ہو۔

محجوب: وہ وارث جو اس سے زیادہ حق دار کی موجودگی میں کلاً یا بعضاً میراث پانے سے روکا گیا ہو۔

حجب حرمان ونقصان: زیادہ حق دار وارث کی موجودگی سے جو وارث میراث پانے سے یک لخت روکا جائے تو اس کو حجب حرمان اور جو کچھ حصہ سے روکا جائے تو اس کو حجب نقصان کہتے ہیں۔

مخارج الفروض: وہ اعداد کے جن سے مسئلہ بنایا جائے، جیسے: ۲، ۳، ۴، ۶، ۸، ۱۲، ۲۴۔

عول: مسئلے کا مخرج ورثاء کے مجموع سہام سے گھٹ جائے تو مخرج کو بہ مقدار کمی بڑھانا۔

رد: مسئلے کے مخرج سے ذوی الفروض کے حصے دے کر جو بچے اس کو دوبارہ ان پر تقسیم کرنا۔

من یرد ومن لا یرد: ذوی الفروض سببی (زوجین) پر رد نہیں ہوتا اس لیے ان کو من لا یرد علیہم، اور بقیہ نسبی پر رد ہوتا ہے اس لیے ان کو من یرد علیہم کہتے ہیں۔

تماثل: ایک عدد کا دوسرے کا ہم مثل ہونا، جیسے: ۴، ۴۔

تداخل: چھوٹے عدد کا بڑے میں داخل ہونا، یعنی: چھوٹے کا ایک یا چند بار مضاعف کرنے پر بڑے کے برابر ہونا یا چھوٹے پر بڑے کا برابر تقسیم ہونا، جیسے: ۴، ۸۔

توافق: دو اعداد کا اس طور سے ہونا کہ ایک دوسرے پر برابر تقسیم نہ ہوں، مگر دونوں کسی تیسرے عدد پر تقسیم ہو سکیں، جیسے: (۸) اور (۱۲) کہ دونوں ۴ پر برابر تقسیم ہو جاتے ہیں۔

تباین: دو اعداد کا اس طور سے ہونا کہ نہ آپس میں ایک دوسرے پر تقسیم ہو سکیں نہ کسی تیسرے عدد پر، جیسے: ۵، ۷۔

تصحیح: بعض یا کل ورثاء پر کسر آنے کی وجہ سے مخرج مسئلہ میں ایسا عدد مقرر کرنا کہ جس سے جملہ ورثاء کے حصے بلا کسر نکل سکیں۔

من انکسر علیہم السہام: ورثاء کی وہ جماعت جن کے رؤس پر ان کا حصہ بلا کسر تقسیم نہ ہو سکے۔

رؤس: جماعت کا ہر فرد رأس اور کل افراد کو رؤس کہتے ہیں۔

مناسخہ: تقسیم ترکہ سے قبل کسی وارث کی موت کی وجہ سے اس کا حصۂ موروثہ اس کے ورثاء کو منتقل ہونا۔

مافی الید: مناسخہ کے سلسلۂ موتی میں ہر میت کا وہ حصۂ موروثہ جو اوپر کے میت یا موتی سے ان کو ملا ہو۔

المبلغ: مناسخہ میں سب سے آخری بڑی تصحیح کا وہ عدد کہ جس سے موجودہ ورثاء کے حصے نکلتے ہوں۔

الاحیاء: مناسخہ میں مورث اعلی کے موجودہ زندہ ورثاء کی جماعت۔

تخارج: ورثاء میں سے آپس کی رضامندی سے کسی وارث کا کوئی چیز لے کر بقیہ ترکہ سے اپنا حق چھوڑ دینا۔

مقاسمۃ الجد: زید ابن ثابتؓ اور صاحبین کے مسلک کے مطابق جد کو اخوۃ و اخوات کے ساتھ ایک بھائی فرض کر کے ترکہ میں شریک کرنا۔

مقرلہ بالنسب علی نفسہ: کسی شخص کے متعلق ایسے رشتہ کا اقرار کرنا کہ جس کے سلسلۂ نسب میں اقرار کنندہ داخل ہوتا ہو، جیسے: کسی کے متعلق باپ، دادا، بیٹے، پوتے ہونے کا اقرار کرنا۔ اس اقرار سے نسب ثابت ہوسکتا ہے۔

مقرلہ بالنسب علی غیرہ: کسی شخص کے متعلق ایسے رشتہ کا اقرار کرنا کہ جس کے سلسلۂ نسب میں اقرار کنندہ نہ آتا ہو، جیسے: کسی کے متعلق بھائی، بھتیجے، چچیرے بھائی وغیرہ کا اقرار کرنا۔ محض اس اقرار سے نسب ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔

اولاد: بیٹا، بیٹی یا ولدیت کے سلسلۂ ذکور میں ہر مذکر کا بیٹا بیٹی، یعنی: پوتا پوتی، خواہ کتنے ہی بعید درجہ کے ہوں۔

طائفہ: کسی رشتہ کے ہم صفت جماعت، جیسے: بنات، ابناء، اخوات، جدات، اعمام وغیرہ۔

صنف: کسی عام صفت میں شریک جماعت، جیسے: اصول، فروع، فرع اصل قریب، فرع اصل بعید۔

مولی الموالات: وہ شخص جو کسی شخص کے ساتھ عقد موالات کر چکا ہو (مقدمہ میں دیکھئے)۔

مُوصِی: وصیت کرنے والا۔ ''موصٰی لہٗ'': جس کے لیے وصیت کی گئی ہو۔ ''موصٰی بہٖ'': جس چیز کی وصیت کی گئی ہو۔

مُعتِق: آزاد کرنے والا۔ ''مُعتَق'': آزاد شدہ غلام۔ ''قِن'': پورا غلام۔ ''اَمَۃٌ'': پوری باندی۔

مکاتب، مکاتبہ: وہ غلام یا لونڈی جو ایک مقررہ مالیت کی ادائیگی کے عوض آقا سے آزادی کا عہد لے چکا ہو۔

مدبر، مدبرہ: وہ غلام یا لونڈی جس کو آقا نے اپنے مرنے کے بعد آزادی کا عہد دیا ہو۔

رشتوں کے عربی اسماء

نمبر شمار	نام	ترجمہ	تثنیہ	جمع
۱	أب	باپ	أبوين	آباء
۲	جد	دادا، نانا	جدين	أجداد
۳	زوج	شوہر	زوجين	أزواج
۴	زوجه	بیوی	زوجتين	زوجات
۵	أخ لأم	اخیافی بھائی	أخوين لأم	إخوة
۶	أخت لأم	اخیافی بہن	أختين لأم	أخوات
۷	أخت لأب	علاتی بہن	لأب	لأب
۸	أخت لأب وأم	عینی بہن	لأب وأم	لأب وأم
۹	أم	ماں	——	أمهات
۱۰	أخ لأب	علاتی بھائی	أخوين لأب	إخوة
۱۱	أخ لأب وأم	عینی بھائی	لأب وأم	لأب وأم
۱۲	جدة	دادی، نانی	جدتين	جدات
۱۳	بنت(صلبية)	بیٹی	بنتين	بنات
۱۴	بنت الابن	پوتی	بنتي الابن	بنات الابن
۱۵	بنت البنت	نواسی	بنتي البنت	بنات البنت

١٦	ابن البنت	نواسا	ابني البنت	أبناء البنت
١٧	ابن	بیٹا	ابنين	أبناء
١٨	ابن الابن	پوتا	ابني الابن	أبناء الابن
١٩	عم	چچا	عمين	أعمام
٢٠	عم لأب	علاتی چچا	لأب	لأب
٢١	عم لأب وأم	عینی چچا	لأب وأم	لأب وأم
٢٢	عم لأم	اخیافی چچا	لأم	لأم
٢٣	عمة	پھوپی	عمتين	عمات
٢٤	خالة	ماسی	خالتين	خالات
٢٥	ابن الأخ	بھتیجہ	ابني الأخ	أبناء الأخ
٢٦	بنت الأخ	بھتیجی	بنتي الأخ	بنات الأخ
٢٧	ابن الأخت	بھانجا	ابني الأخت	ابناء الأخت
٢٨	بنت الأخت	بھانجی	بنتي الأخت	بنات الأخت
٢٩	ابن العم	چچیرا بھائی	ابني العم	أبناء العم
٣٠	بنت العم	چچیری بہن	بنتي العم	بنات العم
٣١	ابن العمة	پھوپی زاد بھائی	ابني العمة	أبناء العمة
٣٢	بنت العمة	پھوپی زاد بہن	بنتي العمة	بنات العمة

نمبر شمار	نام	ترجمہ
٣٣	أب الأب	دادا
٣٤	أب أب الأب	پردادا
٣٥	أم الأم	نانی
٣٦	أم أم الأم	پرنانی
٣٧	أم الأب	دادی
٣٨	أم أب الأب	باپ کی دادی
٣٩	أم أب الأم	ماں کی دادی
٤٠	أم أم أب الأم	نانا کی نانی
٤١	أم أب أم الأب	دادی کی دادی
٤٢	أم أم أب الأب	دادا کی نانی
٤٣	أم أم أم الأم	نانی کی نانی
٤٤	أم أم أم الأب	دادی کی نانی
٤٥	خال	ماموں
٤٦	ابن الخال	ماموں زاد بھائی
٤٧	بنت الخال	ماموں زاد بہن
٤٨	ابن الخالة	خالہ زاد بھائی
٤٩	بنت الخالة	خالہ زاد بہن

سوالات مشقیہ

(۱) سوالات:

(۱) علم فرائض کی تعریف کرو؟

(۲) علم فرائض کی وجہ تسمیہ بیان کرو؟

(۳) علم فرائض کے پڑھنے سے کیا غرض اور فائدہ ہے؟

(۴) علم فرائض کی فضیلت بیان کرو؟

(۲) سوالات:

(۱) ترکہ کس کو کہتے ہیں؟

(۲) ترکہ کے مصارف ترتیب وار بیان کرو؟

(۳) اگر ترکہ کم اور مجموع دیون زیادہ ہوں تو ان میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

(۴) نفاذ وصیت کے لیے کتنے اور کیا شرائط ہیں؟

(۳) سوالات:

(۱) ذوی الفروض کی تعریف کرو؟

(۲) عصبات کی تعریف اور ان کی قسمیں لکھو؟

(۳) ذوی الارحام کون اور وہ کب وراثت کے حق دار ہوتے ہیں؟

(۴) مولی الموالات کس کو کہتے ہیں؟

(۴) سوالات:

(۱) مقرلہٗ بالنسب علی الغیر کون اور اس کی توریث کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۲) موصیٰ لہٗ بجمیع المال کی توریث کا شرعی حکم تحریر کرو؟

(۳) ذوی الفروض پر رد کے کیا معنی ہیں؟ کیا زوجین پر بھی رد ہوتا ہے؟

(۴) لاوارث مردے کی ملکیت جب بیت المال میں داخل کی جائے تو اس کو کس مصرف پر خرچ کرنا چاہیے؟

(۵) سوالات:

(۱) وہ کون سے ضروری امور ہیں کہ جن کا استحقاق ورثاء سے مقدم ہے؟

(۲) پانچ سو ترکہ ہو اور سو روپیہ تجہیز کا خرچ چار سو دَین سو روپیہ کی وصیت کی ہو تو ترکہ کس طرح تقسیم کریں گے؟

جواب:

تجہیز کا صرفہ	۱۰۰.۰۰
دین کی ادائیگی	۴۰۰.۰۰
وصیت	۰۰۰.۰۰
ورثاء	۰۰۰.۰۰
	۵۰۰.۰۰

(۳) ہزار روپیہ ترکہ، پچاس روپیہ تجہیز کا صرفہ، چھ سو کا دین، تین سو کی وصیت ہو اور محتاج ورثاء بھی موجود ہوں تو مذکورہ ترکہ ان میں کس طرح تقسیم کیا جائیگا؟

جواب:

تجہیز کا صرفہ	۰۵۰.۰۰
دین کی ادائیگی	۶۰۰.۰۰
وصیت	۱۱۷.۰۰
ورثاء	۲۳۳.۰۰
	۱۰۰۰.۰۰

(٦) سوال:

بتلاؤ چھ فروضِ مقررہ کے مستحقین کون کتنے اور کب ہیں؟

نوٹ: سوال کا نصف جواب نقشۂ فروض مقررہ (مندرجۂ ذیل) سے اور باقی شرائط ذوی الفروض کے بیان سے یاد کرلو۔

نقشۂ فروض مقررہ مع مستحقین

نمبر شمار	فروض مقررہ	تعداد مستحقین	مستحقین
۱	ثمن ۱/۸	۱	زوجہ
۲	ربع ۱/۴	۲	زوج، زوجہ
۳	ثلث ۱/۳	۲	ماں، دو اخیافی بہن، بھائی
۴	ثلثان ۲/۳	۴	دو بیٹی، دو پوتی، دو عینی بہن، دو علاتی بہن
۵	نصف ۱/۲	۵	زوج، ایک بیٹی، ایک پوتی، ایک عینی بہن، ایک علاتی بہن
٦	سدس ۱/٦	۷	ام، اب، جد، جدہ، پوتی، علاتی بہن، ایک اخیافی بہن، یا بھائی

اب نیچے ذوی الفروض کے حالات کے متعلق سوالات مع جوابات لکھے گئے ہیں اساتذۂ کرام مناسب مقامات پر طلبہ کو محض سوالات لکھوائیں اور جواب کی مشق اسی طرز سے کرائیں جو یہاں درج ہے اس سے طلبہ کو ہر وارث کی نوعیت توریث بھی معلوم ہوگی۔

جوابات میں (ف) سے فرضیت (ع) سے عصبیت بنفسہ (عب) سے عصبیت بغیرہ (مع) سے عصبیت مع غیرہ (عن) سے عینی (عل) سے علاتی (خف) سے اخیافی (م) سے محروم یا محجوب مراد ہیں۔

اب (باپ) کے متعلق امثلۂ مشقیہ

مسئلہ ۶ — میت

اب	ام	ابن
ف ۱	ف ۱	ع ۴

مسئلہ ۶ — میت

اب	ام	بنت
ف ۱ ع ۱ = ۲	ف ۱	ف ۳

مسئلہ ۳ — میت

اب	ام
ع ۲	ف ۱

جد (دادا) کے متعلق امثلۂ مشقیہ

مسئلہ ۶ — میت

جد	ام	ابن
ف ۱	ف ۱	ع ۴

مسئلہ ۶ — میت

جد	ام	بنت
ف ۱ ع ۱ = ۲	ف ۱	ف ۳

مسئلہ ۳ — میت

جد	ام
ع ۲	ف ۱

مسئلہ ۳ — میت

جد	اب	ام
م	ع ۲	ف ۱

اولاد الام (بنی الاخیاف) کے متعلق امثلۂ مشقیہ

مسئلہ ۶ — میت

زوج	ام	اخ خف	عم
ف ۳	ف ۲	ف ۱	م

مسئلہ ۶ — میت

زوج	ام	اخ خف	اخت خف
ف ۳	ف ۱	ف ۱	ف ۱

مسئلہ ۲ — میت

بنت	اخت عن	اخت خف
ف ۱	معا ۱	م

زوج (شوہر) کے متعلق امثلۂ مشقیہ

مسئلہ ۲ — میت

زوج	اخت عن
ف ۱	ف ۱

مسئلہ ۴ — میت

زوج	ابن
ف ۱	ع ۳

مسئلہ ۴ — میت

زوج	بنت	عم
ف ۱	ف ۲	ع ۱

زوجہ (بیوی) کے متعلق امثلۂ مشقیہ

میت — مسئلہ ۴

زوجہ	اخت عینی	عم
ف ۱	ف ۲	ع ۱

میت — مسئلہ ۸

زوجہ	ابن
ف ۱	ع ۷

میت — مسئلہ ۸

زوجہ	بنت	اخ
ف ۱	ف ۴	ع ۳

بنت (بیٹی) کے متعلق امثلۂ مشقیہ

میت — مسئلہ ۲

بنت	ابن الاخ
ف ۱	ع ۱

میت — مسئلہ ۳

بنت	بنت	ابن العم
ف ۱	ف ۱	ع ۱

میت — مسئلہ ۳

بنت	ابن
عب ۱	ع ۲

بنت الابن (پوتی) کے متعلق امثلۂ مشقیہ

میت — مسئلہ ۲

بنت الابن	اخ
ف ۱	ع ۱

میت — مسئلہ ۶

بنت	بنت الابن	عم
ف ۳	ف ۱	ع ۲

میت — مسئلہ ۳

بنتا الابن	اخ
ف ۲	ع ۱

میت — مسئلہ ۳

بنت الابن	ابن الابن
عب ۱	ع ۲

میت — مسئلہ ۱

بنت الابن	ابن الابن	ابن
م	م	ع ۱

میت — مسئلہ ۲ ۶

بنت	بنت الابن		ابن الابن
۱ ف ۳	عب ۱	(۱/۳)	ع ۲

میت — مسئلہ ۳

بنتان	بنت الابن	عم
ف ۲	م	ع ۱

میت — مسئلہ ۳ ۹

بنتان	بنت الابن		ابن الابن	عم
۲ ف ۶	عب ۱	(۱/۳)	ع ۲	م

میت — مسئلہ ۶

بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن	عم
ف ۳	ف ۱	م	ع ۲

میت — مسئلہ ۶ ۱۸

بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن		ابن ابن الابن	بنت ابن ابن الابن	عم
۳ ف ۹	۱ ف ۳	عب ۲	(۲/۶)	ع ۴	م	م

مسئلہ ٦ — ١٢ — میت

بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن	بنت ابن ابن الابن	ابن ابن ابن الابن (٢/٤)	بنت ابن ابن ابن الابن
ف ٦ (٣)	ف ٢ (١)	عبـ ١	عبـ ١	عـ ٢	م

اخت لاب وام (عینی بہن) کے متعلق سوالات مشقیہ

مسئلہ ٢ — میت

اخت عن	عم
ف ١	عـ ١

مسئلہ ٣ — میت

اختان عن	عم
ف ٢	عـ ١

مسئلہ ٣ — میت

اخت عن	اخ عن
عبـ ١	عـ ٢

مسئلہ ٢ — میت

اخت عن	بنت
معـ ١	ف ١

مسئلہ ٢ — ٦ — میت

اخت عن	اخ عن (١/٣)	بنت
عبـ ١	عـ ٢	ف ١ (٣)

مسئلہ ٢ — میت

بنت	ابن الابن	اخ	اخت
ف ١	عـ ١	م	م

مسئلہ ٦ — میت

اب	ام	اخ عن	اخت عن
عـ ٥	ف ١	م	م

اخت لاب (علاتی بہن) کے متعلق امثلۂ مشقیہ

مسئلہ ٢ — میت

اخت عل	ابنِ اخ عن
ف ١	عـ ١

مسئلہ ٣ — میت

اختان عل	ابنِ اخ عن
ف ٢	عـ ١

مسئلہ ٣ — میت

اخت عل	اخ عل
عبـ ١	عـ ٢

مسئلہ ٦ — میت

اخت عن	اخت عل	ابن العم
ف ٣	ف ١	عـ ٢

مسئلہ ٣ — میت

اختان عن	اخت عل	عم
ف ٢	م	عـ ١

مسئلہ ٣ — ٩ — میت

اختان عن	اخت عل	اخ عل (١/٣)
ف ٢ (٦)	عبـ ١	عـ ٢

مسئلہ ٦ — میت

اب	ام	اخت عل	اخ عل
عـ ٥	ف ١	م	م

مسئلہ ٦ — میت

جد	ام	اخ	اخت
عـ ٥	ف ١	م	م

اخ واخت لام (اخیافی بہن بھائی) کے متعلق امثلۂ مشقیہ

مسئلہ ٦ — میت

اخت خف	ام	عم
ف ١	ف ٢	عـ ٣

مسئلہ ٦ — میت

اخت خف	اخ خف	ام	عم
ف ١	ف ١	ف ١	عـ ٣

مسئلہ ٢ — میت

اخت خف	بنت	اخ عن
م	ف ١	عـ ١

ام (ماں) کے متعلق امثلۂ مشقیہ

مسئلہ ٦ — میت

ام	اخت عینی	ابن العم
ف ٢	ف ٣	ع ١

مسئلہ ٦ — میت

ام	اختان عینی	ابن الاخ
ف ١	ف ٤	ع ١

مسئلہ ٦ — میت

ام	بنت	ابن الابن
ف ١	ف ٣	ع ٢

مسئلہ ٤ — میت

ام	اب	زوجہ
ف ١	ع ٢	ف ١

مسئلہ ٦ — میت

ام	اب	زوج
ف ١	ع ٢	ف ٣

مسئلہ ٦ — میت

ام	جد	زوج
ف ٢	ع ١	ف ٣

جدۂ صحیحہ (دادی، نانی) کے متعلق امثلۂ مشقیہ

مسئلہ ٦ — میت

جدہ	اختان عینی	ابن الاخ
ف ١	ف ٤	ع ١

مسئلہ ٦ ‏ ١٢ — میت

جدہ	جدہ	بنت	عم
(١/٢)		٣	٢
ف ١	ف ١	ف ٦	ع ٤

مسئلہ ٣ — میت

جدہ	ام	عم
م	ف ١	ع ٢

مسئلہ ٦ — میت

اب الاب	ام الاب	بنتان
ف ١	ف ١	ف ٤

مسئلہ ٦ — میت

ام الاب	اب	بنتان
م	ف ١، ع ١/٢	ف ٤

مسئلہ ٦ — میت

ام الاب	ام ام الام	اب	بنتان
م	م	ف ١، ع ١/٢	ف ٤

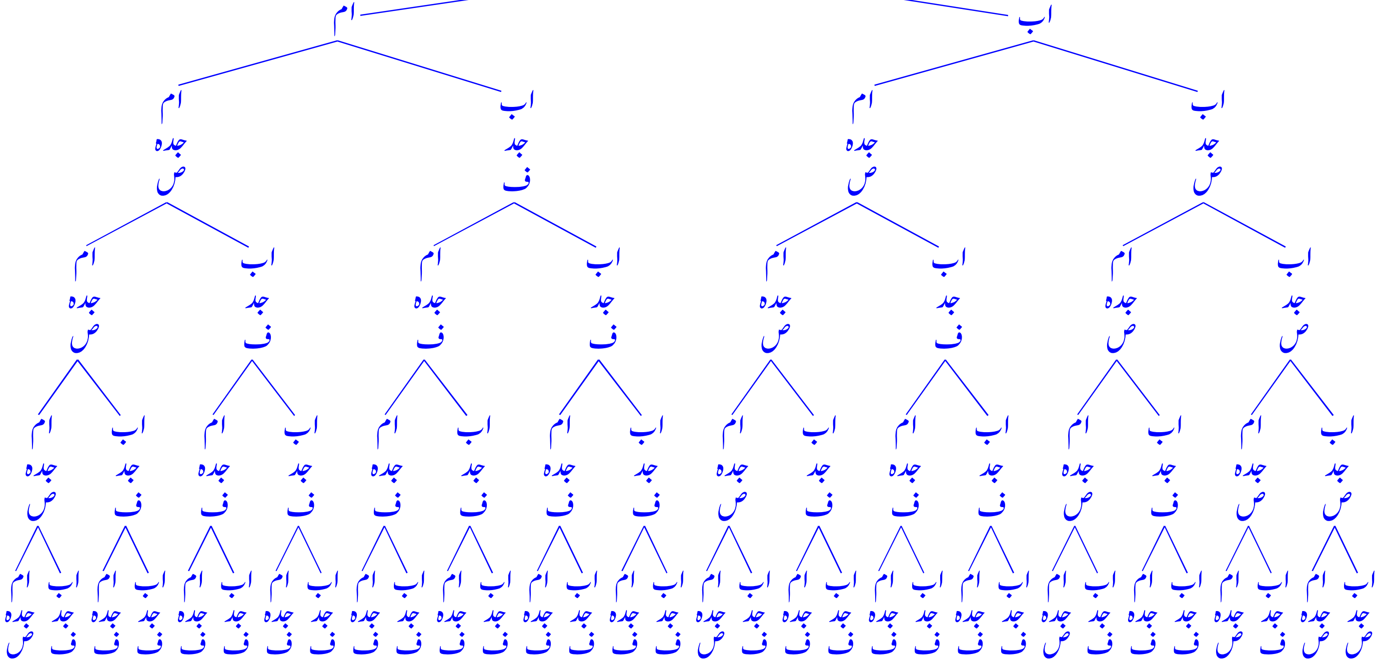
مسئلہ ٦ — میت

ام الاب	ام	بنتان	عم
م	ف ١	ف ٤	ع ١

نقشہ متعلقہ اجداد وجداتِ صحیحہ وفاسدہ

"ص" سے صحیح اور "ف" سے فاسد مراد ہے

مرحوم زید



نقشہ معرفت حصص ذوی الفروض

اب — جد صحیح — زوج — اخ یا اخت لام — اخوہ و اخوات لام — زوجہ — بنت — بنات — بنت الابن — بنات الابن — اخت عینی — اخوات عینی — اخت علاتی — اخوات علاتی — ام — جدہ صحیحہ

رموز

ک ۔ کل مال کے حقدار ہونے کی علامت ہے۔

ن ۔ نصف مال کے حقدار ہونے کی علامت ہے۔

ث ۔ ثلث مگر ام باحد الزوجین میں ثلث باقی۔

ثن ۔ ثلثان کا رمز۔

س ۔ سدس کا رمز۔

ثمن ۔ ثمن کا رمز۔

ر ۔ ربع کا رمز۔

م ۔ محجوب کا رمز۔

ب ۔ بوجہ عصبیت باقی کا رمز۔

ثن شرکاء ۔ یعنی دونوں ثلثان میں شریک ہیں۔

دریافت کرنے کا طریقہ

اگر تنہا ایک ہی ذوی الفروض کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کے نام کے نیچے دیکھئے اور اگر کسی دو ذوی الفروض کے حصص دریافت طلب ہوں تو جس خانہ میں دونوں کی لائنیں ملی ہوئی ہیں اسی میں دیکھئے۔

جامعہ حُسینیہ راندیر



جامعہ حُسینیہ محمدیہ عربیہ اسلامیہ راندیر سورت جس کو حضرت مولانا حسین بن مولانا قاری اسماعیلؒ نے اشاعت و تبلیغ اسلام و ترویج سنتِ نبویہ و اصلاح اخلاقِ عامۃ المسلمین کے لئے عموماً اور گجرات کے مسلمانوں میں دینی تعلیم پھیلانے کے لئے خصوصاً ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں قائم کیا تھا جو نہایت کامیابی سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مسلمانوں کی امداد و اعانت پر جاری ہے۔

اَدَامَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی